تذکرۃ
الموتٰی والقبور

مؤلفہ — مترجمہ

ملک العلماء حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ — مولانا اقبال الدین احمد صاحب

ناشر

واحد بک ڈپو۔ جونا مارکیٹ۔ کراچی ۲

بار اول — مئی ۱۹۶۷ء

تعداد

زیر اہتمام — عبدالواحد

قیمت [redacted] 5/- روپے

عبدالواحد نے جاوید پریس میں طبع کراکر واحد بک ڈپو
جونا مارکیٹ کراچی ۲ سے شایع کیا

فہرست مضامین تذکرۃ الموتیٰ والقبور

عرضِ ناشر

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں کا امتحان لینے کے لئے موت وحیات مقرر کی ہے فرماں برداروں کو ان کی قبور میں نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ اور گنہگاروں کو ان کے کیئے کی سزا دیتا ہے۔

اور درود وسلام پیش ہے سرورِ کونین حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کہ آپؐ نے مسلمانوں کو علیین کی خوشخبری دی ہے اور کافروں کو سجین کی خبر سُناتی ہے اور آل واصحابؓ پر جنہوں نے حسن خاتمہ کے حصول میں قدم درج فرمایا۔

چونکہ تمام مسلمانوں کو مرنے کے حالات، اچھی اور بُری موت، اور خاتمہ بالخیر جاننے کی ضرورت لاحق ہے تاکہ احکامِ الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے انجام بخیر ہو۔ اس لئے اس ناچیز ناشر نے بہ صرف کثیر حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ کا یہ مختصر رسالہ "تذکرۃ الموتی والقبور" مولانا اقبال الدین احمد صاحب سے سلیس زبان میں ترجمہ کرایا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اس کی اشاعت کی مجھے عزت دی۔

میری عرصہ سے خواہش ہے کہ اسی نوعیت کی زیادہ سے زیادہ کتب اردو زبان میں منتقل ہوتی رہیں جس کے لئے ناظرین کرام کی توجہ خصوصی درکار ہے کہ اپنی طلب پوری کریں اور تشنگی اس طرح دور فرمائیں کہ اس مکتبہ کی خدمات حاصل فرماتے رہیں۔

عبدالواحد جونا مارکیٹ
کراچی ۲

مقدمہ

علم وہ دولت دوامی ہے جس کے حصول کے لئے انبیاء، صحابہ اور بزرگانِ دین ہمہ تن مصروف عمل رہے اور یہی وہ علم ہے جس کے بارے میں سرکارِ کائنات صلعم کی بدولت عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ سے ہمیں نوازا گیا ہے۔ علم اور قیمتی معلومات ہی سے بنیادی اور اساسی حقائق واضح ہوتے ہیں جن کے ذریعہ دنیاوی زندگی میں مسرتیں پابوس ہوتی ہیں اور معلومات کے وہ گرانبہا ذخیرے ہاتھ آتے ہیں جن کی مدد سے تمام خواہشیں پوری ہوتی ہیں۔ مسلمان کی خواہش و آرزو یہ ہے کہ اسے مرضی الٰہی حاصل ہو جائے جس کے لئے اس دنیا میں اُسے وہ کام انجام دینا ضروری ہیں جن کی تعلیم حضور سرورِ عالم ؐ نے فرمائی ہے تاکہ جنت کے ہم مستحق ہوں اور تمام مشکلات سے علیحدہ رہ کر دیدار الٰہی کی دولت سے سرشار ہوں اور موجودہ دنیا میں کارفرما نظر آئیں۔

زیر نظر کتاب "تذکرۃ الموتی والقبور" میں اگرچہ وہ تمام مضامین ہیں جو متفرق احادیث میں علیحدہ علیحدہ پائے جاتے ہیں لیکن اس کتاب میں وہ ہر لحاظ سے نئے اور ناشنیدہ اس لئے پاتے جاتے ہیں کہ بہ قیام عنوانات یک جا بیان کئے گئے ہیں۔

اس کتاب کو اردو کا لباس پہنانے میں اس امر کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ سلاستِ بیان جاری رہے اور بیانات کی درستی، صحت اور تحقیق کے متعلق اپنوں یا بیگانوں کے لئے کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ اگرچہ ابتداء میں فٹ نوٹ دینے کا ارادہ تھا کہ ہر مسئلہ پر مفصل بحث مکمل ہوتی رہے مگر پھر اس خیال نے باز رکھا کہ اسی طرح کتاب کی ضخامت بڑھ جائے گی اسلئے صرف سلیس ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس کتاب "تذکرۃ الموتی والقبور" کے مولف حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو بمقام پانی پت ۱۱۴۳ھ پیدا ہوئے آپ کے

جد امجد حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی مشہور بزرگ تھے جن کی اولاد علم و فضل کی حامل رہی اور تقریباً ہر شخص مسندِ قضا پر جلوہ گر رہا۔ قدیم بادشاہوں کے زمانہ میں آپ کے بزرگ قاضی (جج) رہے اور یہ سلسلۂ قضاۃ (جج) آپ تک پہنچا۔

آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا جو آپ کی والدہ ماجدہ کی عمدہ تربیت کا نتیجہ تھا جنھوں نے بچپن ہی میں آپ کو قرآن کریم کی دولت سے مالا مال کیا اور اچھے اخلاق کا خوگر بنایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ چونکہ خود وہم پرست نہ تھیں اس لئے آپ بھی توہمات سے دور رہے اور عالم ماں کی آغوش ہی سے علم کی دولت سمیٹتے رہے یہاں تک کہ (۱۶) سال کی عمر میں درسی کتابوں سے فراغت پاکر دستارِ علم باندھی۔ منطق، فلسفہ، ادب، تاریخ فقہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد چونکہ علم کی پیاس بڑھ چکی تھی اس لئے دہلی پہنچکر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ سے حدیث کی تکمیل کی ۱۱۶۲ھ میں آپ کی دستار فضیلت حدیث باندھی گئی لیکن علم ظاہری کی تکمیل کے بعد علم و عرفان کی پیاس کا غلبہ ہوا چنانچہ معرفت علم باطنی کے لئے ابتداءً شاہ محمد عابد ؒ سے بیعت کی لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں اور طالبانِ حق کی تشنگی برداشت نہیں کرتا اس لئے قاضی صاحب کو میرزا جانِ جاناں حبیب اللہ مظہر شہید کی جانب متوجہ کیا میرزا صاحب کا چشمۂ فیض تمام طالبانِ حق کے لئے چشمۂ حیات تھا چنانچہ قاضی صاحب سلسلۂ رشد و ہدایت کی زبان میں ان سے طالب بنے، اور میرزا صاحب شیخ وقت نے اس مرید و طالب میں طلب صادق کے جواہر دیکھ کر جلد ہی دل میں کیمیا اثر بنا دیا۔ قاضی صاحب کی صلاحیت و مراتب کا اندازہ وہی حضرات لگا سکتے ہیں جو اہل دل ہیں اور جن کا نفس مطمئنہ انہیں عالم ملکوت کی سیر کراتا ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ قاضی صاحب معرفت علم، معرفت نفس اور معرفت ذات کے حامل تھے۔ جس کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ آپ کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ اپنے دورانِ تدریس ہی میں "بیہقی" کہا کرتے تھے اور بعد تکمیل علوم ظاہری انہیں امام بیہقی کا لقب دیا تھا۔ علاوہ ازیں میرزا صاحب نے آپ کے قوت پرواز دیکھ کر علم الہدیٰ کے لقب سے سرفراز فرمایا۔ اور قاضی صاحب درحقیقت شہباز علم ہی تھے۔ قاضی صاحب نے محقق مصنفین کی ہر فن کی کتابوں کا علیحدہ علیحدہ مطالعہ کیا جن کی تعداد چار سو بتائی جاتی ہے اور ان کے سوا (۸۲) سال کی عمر تک مختلف مضامین کا مطالعہ کیا اور خود مشہور عالم کتب تصنیف و تالیف فرمائیں جن میں سے حسب ذیل مشہور ہیں۔ تذکرۃ الموتی والقبور، مالابد منہ، منار الاحکام، رسالہ حرمت و اباحت سرود، حرمت متعہ، شہاب ثاقب، حقوق الاسلام، تذکرۃ المعاد، السیف المسلول، ارشاد الطالبین اور تفسیر مظہری۔

آپ مدت العمر قاضی (جج) رہے اور اس مصروفیت کے باوجود طلبہ کو درس

دیتے اور طالبانِ حق کی تشنگی رفع کرتے ہوئے علوم ظاہری و باطنی کی تشہیر واشاعت میں کمربستہ رہے بہ عمر (۸۲) سال ۱۲۲۵ھ میں آپ واصل حق ہوئے اور آپ کا جسم خاکی سرزمین پانی پت میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ کا مزار تقسیم ہند سے پہلے مرجع عام و خاص تھا اور آپ کے مزار سے توفیق ارزانی ہوتی تھی۔ ۱۹۴۷ء کے بعد سے اگرچہ آپ کے مزار پر آپ کے زندہ جاوید کارناموں پر بے اعتنائی اور بے توجہی کی گرد تہہ بہ تہہ جم رہی ہوگی لیکن آپ کی جاں پاشی اور سربازی اس تحسین و اعتراف کی آرزومند ہے کہ آپ نے ایمان کی کی تازگی کی خاطر اس دنیا میں دین کی بلندی کے لئے جس فرض کی ادائگی و بجا آوری کے لئے ہم مسلمانوں کو اسباق دئے ہیں ان کو قلب و روح میں اس طرح دیں کہ ہمارے جسم ان کے آئینہ دار ہوں۔ بعض نے آپ کی تاریخ وفات فَهُمْ مُكْرَمُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ لکھی ہے لیکن آپ کی تصانیف نے آپ کو حیات جاودانِ بخشی ہے اور اب ہمارا کام یہ ہے کہ آپ کے مایہ ناز سرمایہ علمی کی قدرشناسی کرتے ہوئے اپنی دنیا و آخرت میں نازیبا جرم کے مرتکب نہ ہوں بلکہ اس کارگاہِ حیات کے اندر اپنے اعمال میں وہ جواہر تابناک کریں جن کے ذریعہ آخرت کی زندگی جو ہمیشہ کی زندگی ہے خوشگوار طور پر بسر کریں۔

قاضی صاحب رح نے اس کتاب الموتی والقبور میں اعمال خیر کرنے کی احادیث قلمبند فرمائی ہیں ان پر تمام مسلمانوں کو کمربستہ ہونا ضروری ہے تاکہ پاکستان کی آزاد دنیا اس چمن زار حیات میں نئی بہاریں لاتے۔ عمل خیر اور سرمستی الٰہی میں مشغول نظر آتے اور اسلامی عظمت کا مالا دین کو ہم سب سرمایہ عظمت دارین سے مکمل طور پر بہرہ مند ہوں۔ آمین ثم آمین

الموتی والقبور وہ کتاب ہے جس کا تقریباً (۱۶۲) سال بعد یہ ترجمہ پیش ہے اور اس کے مطالعہ سے وہ دولت عمل حاصل ہوتی ہے جو موجب سرمایہ دارین ہے۔ اے اللہ ہم کو عمل کی توفیق عطا فرما آمین۔

اقبال الدین احمد
۵/۷۷۳ لیاقت آباد
کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، آسمان و زمین اور آخرت کی تمام اشیاء اس کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہی مسلمانوں کو دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا اور ان کے قدم جماتا ہے۔ اور درود سلام ہو رسول اکرم ﷺ پر جنھوں نے ہماری دنیا و آخرت کی بہتری کے لئے بہترین دین اسلام سے ہمیں نوازا ہے

بعد از حمد و صلوٰۃ

حمد و صلواۃ کے بعد فقیرِ رب محمد ثناء اللہ پانی پتی عرض پرواز ہے کہ موت آنا لازمی ہے جس سے کسی کو مفر نہیں، موت کا ذکر اور اس کے حالات سے واقفیت پیدا کرنا، غفلت کے دور کرنے اور حصول برکات کا ذریعہ ہے۔ اسی لئے یہ کتاب بہ زبان فارسی (بہ ترجمہ اردو) موت اور قبور کے حالات میں بہ استفادہ کلام علامہ جلال الدین سیوطی رح پیش ہے تاکہ فیض عام جاری رہے

آغازِ موت

حسن بصری رح کے ابن ابی شیبۃ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم ؑ اور اولاد آدم کو پیدا کیا تو فرشتوں نے کہا زمین میں ان کے سمانے کی گنجائش نہ رہے گی جس پر حکم الٰہی ہوا کہ میں ان کو موت سے بھی دوچار کرتا

رہوں گا، اس پر فرشتوں نے پھر کہا اس صورت میں انہیں دنیا میں زندگی گوارا نہ ہوگی، جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں انہیں دنیاوی زندگی پر حریص بناؤں گا

مجاہدؒ کے ذریعہ امام احمد نے بیان کیا ہے کہ آدمؑ کو زمین پر اتارنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا "ویران ہونے کے لئے اس دنیا کو آباد کرو اور مرنے کے لئے اس میں توالد و تناسل کرو"

رنج و مصیبت میں تمنائے موت و بددعا ناجائز ہے

صحیحین میں حضرت انسؓ کا بیان درج ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا "کسی نقصان پر اپنی موت کی دُعا نہ کرو اور بحالت مجبوری یوں کہو" اے اللہ جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت بہتر ہو تو موت دیدے۔ آرزوئے موت کی ممانعت میں اکثر احادیث وارد ہیں۔ بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ کی زبانی یہ حدیث ہے "کوئی اپنے مرنے کی آرزو نہ کرے بلکہ اگر وہ نیکوکار ہے تو بہت ممکن ہے کہ وہ اس دنیا میں بیشتر نیکیاں کرے اور اگر بُرا ہے تو امکان ہے کہ وہ توبہ کرلے"

ترمذی میں احمد و حاکم نے ابی بکرؓ کے ذریعہ یہ صحیح حدیث مرقوم کی ہے کہ کسی نے پوچھا یا رسول اللہؐ بہترین آدمی کون ہے؟ ارشاد عالی ہوا دراز عمر و نیک اعمال، پھر اُس نے پوچھا اور بدترین شخص کون ہے؟ فرمایا دراز عمر جو بدکردار ہو۔ علاوہ ازیں احمد نے حضرت ابوہریرہؓ کے حوالہ سے بیان کیا ہے ایک شخص نے جام شہادت نوش کیا جس کے کئی سال بعد اس کے بھائی نے وفات پائی اور حضرت طلحہؓ نے اس وفات یافتہ کو خواب میں

جنت میں اس کے شہید بھائی سے دو قدم آگے دیکھ کر یہ خواب سرور عالمؐ سے بیان کرتے ہوئے اس واقعہ پر تعجب کا اظہار کیا، جس پر سرکار ابد قرارؐ نے فرمایا متوفی نے اپنے بھائی کی شہادت کے بعد ماہ رمضان کے پورے روزے رکھے اور سال بھر تک مسلسل نماز پڑھتا رہا اسی لئے اپنے شہید بھائی سے آگے ہے، اس پر تعجب کی کیا بات ہے۔

اسلام میں بگاڑ پیدا ہونے کے اندیشہ پر تمنائے موت کی اجازت

اگر اسلام میں کسی قسم کی فتنہ انگیزی کا خوف دامن گیر ہو تو ایسی صورت میں تمنائے موت کی اجازت ہے، جیسا کہ سرور عالمؐ سے یہ دعا مروی ہے، میرا ارادہ جب کبھی قوم میں فتنہ انگیزی کا ہو تو اے اللہ میری روح کو اپنے حضور بُلالے اس حال میں کہ میری ذات سے دین اسلام میں کوئی فتنہ نہ اُٹھے۔ نیز رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کوئی شخص اپنے مرنے کی آرزو نہ کرے البتہ اس وقت جبکہ اُسے یقین ہو جائے کہ وہ اعمال خیر کرنے سے عاجز ہے۔

بیہقی میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا "موت مومن کے لئے تحفہ ہے" اسی طرح حضرت جابرؓ و حضرت حسینؓ و ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے رسول اکرمؐ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ "مومن کے لئے موت غنیمت اور خوشبوئے جنت ہے" نیز ایک حدیث ہے کہ آدمی دو چیزوں کو غیر مناسب سمجھتا ہے ایک موت اور دوسرے قلت مال کو، حالانکہ موت دراصل گناہ کے کام کرنے سے بہتر ہے اور قلت مال اس لئے مفید و کارآمد ہے کہ قلت مال کے سبب سے حساب فہمی بھی کم ہوگی

وصال حق

بعض بزرگوں نے شوق وصال الٰہی میں موت کی آرزو کی ہے اور سرور عالمؐ نے رحلت کے وقت خود فرمایا ہے "اے اللہ تو ہی سب سے بڑا رفیق ہے"۔ نیز حضرت یوسفؑ نے کہا تھا اے اللہ تو مجھے حالت اسلام میں وفات دے اور صالحین سے ہم آغوش بنا۔ طبرانی میں ابی مالک اشعری کی زبانی ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا اے اللہ اس شخص کے لئے موت کو محبوب[1] بنا دے جو مجھے تیرا رسول جانتا ہے

مولانا رومؒ نے کیا خوب کہا ہے

میں جسم کو چھوڑ کر آزاد ہونا چاہتا ہوں حتیٰ کہ روح کو جسم کا
خیال تک نہ رہے اس کے بعد میں مقام نہایت الوصول میں
ٹہلوں گا اور ٹہلتا رہوں گا۔

قرطبی نے یہ روایت لکھی ہے کہ کسی نبی نے ملک الموت سے کہا تم اپنی آمد سے قبل کسی اور کو کیوں نہیں بھیجتے تاکہ لوگ ہشیار اور باخبر ہو جائیں۔ ملک الموت نے جواباً کہا میری آمد کی کئی چیزیں اطلاع دیتی ہیں مثلاً بیماریاں، بڑھاپا اور سماعت و بصارت میں فرق، لیکن جب کوئی شخص بھول کر توبہ نہیں کرتا تو میں خود اس کو دستک دیتا ہوں کہ موت آرہی ہے۔ اگلوں اور پچھلوں سب کے لئے میں خوف دلانے والا اور خوشخبری سنانے والا قاصد ہوں۔ اور میرے بعد کوئی اور قاصد نہ آئے گا جو خوشخبری سنائے یا خوف دلائے۔

---

[1] موت سے وہی لوگ محبت کرتے ہیں جو اعمال حسنہ کے مالک ہوتے ہیں اور موت چونکہ در اصل وصال الٰہی ہے اسی لئے صالحین اپنے حسن عمل کے پیش نظر اس دنیا سے کوچ کرنے کو جانتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری دینے کے لئے بصد شوق منتظر رہتے ہیں

(سیر اولیاء از اعلحضرت حکیم مسیح الدین احمد خان رح)

حضرت ابوہریرہؓ نے صحیح حدیث بیان کی ہے کہ سرور عالمؐ نے فرمایا جسے اللہ نے (۶۰) سال کی عمر دی اُسے مزید توبہ کرنے کا عذر باقی نہ رہا۔

علامات خاتمہ بالخیر

ترمذی نے رسول اکرمؐ کی یہ حدیث لکھی ہے "اللہ جس کے بارے میں چاہتا ہے اس سے اس کی موت کے قبل نیک کام کراتا ہے" حاکم و احمد نے عمرو بن جموح سے بھی یہی روایت کرتے ہوئے مزید لکھا ہے کہ اللہ جس سے نیکی کرانا چاہتا ہے اس سے اس کی موت کے قبل اتنے نیک کام کراتا ہے کہ اس کے ہمسایہ بھی اس سے خوش ہو جاتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سرور عالمؐ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ اللہ جس سے نیکی کرانا چاہتا ہے تو اس کی موت سے ایک سال پہلے فرشتہ کے ذریعہ اس کے کارہائے نیک محکم کرا دیتا ہے اور خود توفیق دیتا ہے کہ بہترین اوقات میں اس کی موت واقع ہو۔ پھر موت آکر اُسے دیکھتی ہے کہ اللہ نے اس کے لئے کیا کیا عمدہ سامان مہیا کیا ہے اس کے بعد ملک الموت اس کی روح قبض کرتے ہیں۔ مرنے والا اللہ کی اور اللہ مرنے والے کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے۔ لیکن اللہ جب کسی بندہ پر اس کے اعمال بد کے سبب سے اس کی بدی کو اجاگر کرنا چاہتا ہے تو اس کے انتقال سے ایک سال پہلے اس پر شیطان کو مسلّط ہونے کا موقع دیتا ہے کہ وہ اسے گمراہ کرتا رہے اور اس کی موت کا وقت اچھے کاموں کی انجام دہی میں صرف نہ ہو۔ ایسی حالت میں ملک الموتؑ آکر دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے عذاب قبر کا سامان کر دیا ہے تو اس کی جان بُری طرح نکالتا ہے اور اس حالت میں بندہ اپنے اللہ سے اور اللہ تعالیٰ اپنے اس بندہ سے ملاقات کو ناپسند

تصور کرتا ہے۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ اللہ کی پناہ! سوءِ خاتمہ کی چار نشانیاں ہیں نمازؑ میں سستی، شرابؒ نوشی، نافرمانیؔ، اور مسلمانوںؑ کو تکلیف دہی۔ رسول اکرمؐ کا ارشاد عالی ہے کہ مرتے وقت مُردہ کی پیشانی عرق آلودہ ہوجاتی ہے یہ حدیث ترمذی نے لکھی ہے اور حاکم نے بہ صحت حضرت بریدہؓ سے بھی یہی روایت کی ہے۔ رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے مرتے وقت اگر پیشانی پر پسینہ آئے، آنکھوں سے پانی نکلے اور ناک کے نتھنے چوڑے معلوم ہوں تو یہ آثار رحمت الٰہی کے نزول کے ہیں اور اگر مرتے وقت گلے سے اونٹ کی سی گھٹی گھٹی سی آواز آئے، چہرہ کا رنگ متغیر ہوجائے اور کنپٹیاں بیٹھ جائیں تو یہ علامت عذاب الٰہی کی ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے حضرت سلمان فارسیؓ کی زبانی تحریر کیا ہے۔ بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ کی زبانی یہ حدیث لکھی ہے کہ موت کے وقت مسلمان کی پیشانی عرق آلودہ ہوجاتی ہے، ہر مسلمان سے کسی نہ کسی صورت میں کوئی گناہ ہوجاتا ہے جس کا کچھ بدلہ اسی دنیا میں اُسے ملتا ہے اور کچھ تھوڑا سا بدلہ موت کی سختی کی صورت میں دیا جاتا ہے

فائدہ

مؤمن و کافر دونوں کو موت کی سختی سے دوچار ہونا پڑتا ہے مردِ مومن کے لئے موت کی سختی دراصل رحمت الٰہی ہے جو اس کے گناہوں کا کفارہ ہونے کے ساتھ اس کے علوِ درجات کا بھی سبب ہوتا ہے۔ اور کافر کے لئے موت کی سختی اولین سختی ہے جس کے بعد دوسرے مصائب سے اس کو دوچار ہونا ہے۔ بعض اوقات کسی کافر کے اعمال نیک کے سبب اس کی موت کے وقت جو دنیاوی زندگی کی انتہاء ہے اس پر سختی موت نمایاں نہیں ہوتی۔ اور یہ وہ حدیث ہے جو طبرانی نے بحوالہ حضرت

ابن مسعودؓ بیان کی ہے

از وہب ابن الورد

وہب بن ورد دینوری کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں دنیا سے کسی کو اس لئے اٹھاتا ہوں کہ یہ اس کے لئے رحمت ہے گنہگار کو اس کے گناہوں کے عوض بیماری و مصیبت میں، دولتمندوں کو ان کے گناہوں کی پاداش میں تنگی معاش سے دوچار کرتا ہوں۔ اس کے باوجود بھی اگر گنہگاروں کے گناہ باقی رہ جاتے ہیں تو بوقت مرگ ان پر موت کی سختی وارد کرتا ہوں تاکہ گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہوکر انتقال کرے جس طرح بوقت ولادت گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ اور جس گنہ گار کے حق میں عذاب مقدر ہے تو اس کی ہر نیکی کے عوض اُسے صحت و تندرستی، کشادہ روزی، راحت زندگانی اور دنیا کا ظاہری چین دیتا ہوں تاکہ مرتے وقت اس کی کوئی نیکی نہ رہے جو اسے آتشِ دوزخ سے بچاسکے۔ ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبانی رسول اکرمؐ کا یہ فرمان بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کو ہر چیز کے وقوع پر ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ بوقت مرگ، موت کی سختی کا بھی اس کو ثواب ملتا ہے۔

ابن ابی دنیا نے حسن بصریؒ کے حوالہ سے رسول اکرمؐ کا یہ فرمان بیان کیا ہے کہ جس طرح تلوار کے تین سو وار سخت ہوتے ہیں اسی طرح اتنی ہی سختی موت کی ہے۔ نیز حضرت علیؓ کی زبانی روایت ہے کہ موت کی بہ نسبت تلوار کے ایک ہزار وار سہنا آسان ہیں۔

خطیب نے حضرت انسؓ کی زبانی سرورِ عالم کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ شہید کو موت سے کوئی رنج والم نہیں ہوتا البتہ اتنی سی تکلیف ہوتی ہے گویا ناخن سے کوئی عضو کھجایا جائے اور یہی حدیث انہی خطیب نے حضرت

قتادہ کے حوالہ سے بھی لکھی ہے

مرنے والے کے مرض موت میں آخری کلمات، تلقین میت، اور مُردوں نے گفتگو

مرضِ موت کے آخری بول

حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کے ذریعہ رسول اکرمؐ کا یہ فرمان بیان کیا ہے کہ جو شخص اپنے مرضِ موت میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (۴۰) مرتبہ پڑھ کر وفات پائے وہ شہید کا ثواب پاتا ہے اور اگر تندرست ہو جائے تو اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ علامہ مروزی نے بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت کی ہے کہ باوضو فوت ہونے والے کو شہید کا ثواب دیا جائے گا اور احمد و حاکم نے سرورِ عالمؐ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ موت کے وقت جس کے آخری بول لا الہ الا اللہ ہوں وہ بہشت میں جائے گا۔

تلقین میت

مسلم نے یہ حدیث لکھی ہے مسلمانو! مرنے والے کو تلقین کرو یعنی مرنے والے کو کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھاؤ اور اُسے یاد دلاؤ کہ اس کی موت آنے والی ہے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں ابی اوفیٰ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرمؐ ایک لڑکے کو لا الہ الا اللہ کہلانا چاہ رہے تھے اور وہ لڑکا یہ کلمہ کہہ نہ پا سکتا تھا کیونکہ اپنے والدین کا نافرمان تھا۔ غرضکہ جب اس کی والدہ اس سے راضی ہو گئی تو اس لڑکے نے کلمہ پڑھا جس کے بعد سرورِ عالمؐ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے سزاوار ہیں جس نے میرے سبب سے اس لڑکے کو آتشِ دوزخ سے چھٹکارا دلایا۔

ابن ابی الدنیا اور دیلمی نے بحوالۂ ابی الدرداءؓ یہ حدیث لکھی ہے کہ

مرنے والے کے سرہانے اگر سورۂ یٰس پڑھی جائے تو روح بہ آسانی نکل جاتی ہے۔ ابن ابی شیبہ اور مروزی نے شعبی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مرنے والے کے پاس انصار سورۃ البقر پڑھا کرتے تھے۔ مروزی نے جابر بن زید سے روایت کی ہے کہ مرنے والا مرتے وقت اپنے دوستوں کی زبانی سورۂ رعد کا سننا زیادہ پسند کرتا ہے کیونکہ اس سے موت آسان ہو جاتی ہےؒ۔

لوگوں کا بیان ہے کہ کسی کے انتقال سے قبل رسول اکرمؐ کے حضور ہم لوگ یہ دعا پڑھتے تھے۔ اے اللہ فلاں ابن فلاں کے گناہ بخش دے اس کی خوابگاہ کو ٹھنڈا اور فراخ کر دے، موت کے بعد اس کو آرام و راحت دے اور رسول اکرمؐ کی خدمت میں ملا دے۔ اس کی کارسازی فرما۔ اس کی کارسازی فرما۔ اس کی روح کو صالحین کی روح کے زمرہ میں شامل کر، اسے اور ہمیں جنت میں اکٹھا کر جہاں بقا و دوام صحت ہے، ہم سے رنج و تکلیف دور کر دے اور اس دعا کے ساتھ ہی رسول اکرمؐ پر درود شریف بھی پڑھتے تھے دعائے متذکرۂ بالا کو لوگوں نے دوبارہ پڑھا تا آنکہ روح بہ آسانی پرواز کر گئی[2]

---

[1] موت سے گرانی طبع تو تمام انسانوں کو ہوتی ہے مگر مسلمان کو عقلی گرانی نہ ہونی چاہئے اس کا علاج یہ ہے کہ ہر شخص اعمال صالح کرے اور باجماعت پابندی نماز کے ساتھ اپنی ایمان آوری کی تجدید کرتا رہے تاکہ موت کے وقت اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اپنے دیدار کا ذوق و شوق نمایاں کر دے اور نتیجہ کے طور پر اس سے طبعی و عقلی گرانی بھی نہ ہو۔ اور حسب فرمان سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سورۂ یٰس و رعد و کلمہ طیبہ پڑھتے رہنا چاہئے تاکہ وصال الٰہی کے وقت بھی اللہ ہی کا نام وردِ زبان ہو (تفصیل کے لئے دیکھئے سیرا ولیا از اعلیٰحضرت حکیم مسیح الدین احمد خانؒ مدفون شاہ آباد (رام پور) ۱۹۲۸ء)

[2] دفن کے بعد میت کو تلقین کرنے کی بزرگوں سے یہ دعا منقول ہے۔ یَا عَبْدَ اللّٰهِ اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا۔ وَاذْكُرْ دِيْنَكَ الَّذِيْ كُنْتَ عَلَيْهِ مِنْ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ وَاَنَّ الْبَعْثَ حَقٌّ وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ۔ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ

مرنے والوں سے فرشتوں کا کلام

ابن ابی شیبہ نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ سکرات موت کے وقت سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ پڑھنا چاہئے۔ طبرانی نے سرورِ عالمؐ کا یہ ارشاد لکھا ہے کہ میت کے پاس فرشتے آتے ہیں اور مرنے والے کے حق میں لوگ جو کچھ پڑھتے ہیں فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں، اس کے بعد آپؐ نے یہ دُعا فرمائی۔ اے اللہ اس مرنے والے کے درجات بلند کر، ہدایت کرنے والوں کے زمرہ میں اس سے شمار کر، اس کے پس ماندگان کو اس کا خلیفہ بنا اور روز محشر ہماری اور اس کی مغفرت فرما۔

ملک الموت اور مددگار فرشتے

ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ابراہیمؑ کو اپنا خلیل اور دوست بنایا تو ملک الموت نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا "مجھے اجازت دی جائے کہ یہ خوشخبری حضرت ابراہیمؑ کو سنا آؤں" چنانچہ با اجازت الٰہی ملک الموت نے حضرت ابراہیمؑ کے پاس آکر انہیں یہ نوید مسرت دی۔ جس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور ملک الموت سے کہا بتاؤ تم کافروں کی روح کس طرح قبض کرتے ہو؟ ملک الموت نے جواباً کہا

دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَبِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ اِخْوَانًا وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اِغْفِرْلَنَا يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ

عورت کی میت کی صورت میں یَا عَبْدَ اللهِ کے بجائے یَا اَمَةَ اللهِ کہے اور مذکر ضمائر کی بجائے ضمائر مؤنث ادا کرے۔ دفن کرنے والوں میں سے چند بزرگ یہ دُعا باری باری تلقین کریں تو مناسب ہے

(گنجینۂ دُعا از استاذی مفتی محمد علی قبلہ و کعبہ مجتہد لکھنو)

اے خلیل اللہ! اس کے دیکھنے کی آپ میں تاب و سکت نہیں۔ ابراہیمؑ نے کہا دُرست لیکن کچھ تو بتاؤ۔ چنانچہ ملک الموت نے کہا اچھا ذرا اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیجئے اور حضرت ابراہیمؑ نے منہ پھیر کے بعد پلٹ کر دیکھا کہ وہ ایک سیاہ رنگ کا مجسمہ ہے جس کا سر آسمان سے باتیں کر رہا ہے، منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں، اس کے جسم کا ہر بال انسانی صورت ہے اور ان تمام انسانوں کے منہ اور ہر مسام سے آگ کے شعلے بلند ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ پر غشی کی کیفیت طاری ہو گئی اور چندے بعد ہوش میں آکر ملک الموت کو پہلی والی صورت میں دیکھ کر کہا اے ملک الموت اگر کافروں پر موت کی سختی بھی پیش نہ کی جائے تو ان کو صرف تمہاری صورت ہی دیکھ لینا کافی ہوتی اور وہ بن موت مر جاتے۔ اس کے بعد آپؑ نے کہا اے ملک الموت اچھا بتاؤ مسلمانوں کی روح کس طرح قبض کرتے ہو؟ انہوں نے جواباً کہا اچھا آپ ذرا منہ پھیر لو۔ چنانچہ آپ نے منہ پھیر کر پلٹ کر ملک الموت کو دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت جوان رعنا ہے جو سفید پوش ہے اور اسی سے خوشبوئیں پھوٹ رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر کہا اے ملک الموت! اگر مسلمان کو بوقتِ نزع اللہ تعالیٰ کی رحمت نصیب نہ ہوتی بلکہ وہ صرف تمہاری پیاری صورت دیکھ لیتا تو اس کے لئے یہی بہت کافی ہوتا۔ اور ابن ابی الدنیا نے کعبؓ کے حوالہ سے بھی یہی روایت کی ہے۔

ابن ابی حاتم نے زہیر بن محمد کے حوالہ سے رسول اکرمؐ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہؐ ملک الموت تو صرف ایک ہی فرشتہ ہے وہ مشرق سے مغرب تک کے جنگلی میدانوں وغیرہ کے لوگوں کی روح کس طرح قبض کرتا ہے؟ ارشاد عالی ہوا اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ملک الموت کے

کے احاطہ میں اس طرح کر دیا ہے جیسے تمہارے پاس کا کوئی طشت جس میں سے تم جس طرف سے چاہو لے سکتے ہو۔ احمد نے حضرت معمر رضؓ سے روایت کی ہے کہ قبض روح کی بابت جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم صادر نہیں ہوتا اس وقت تک ملک الموت کسی شخص کی موت سے واقف نہیں ہوتے۔ ابن ابی الدنیا نے ابن جریج کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ہر ایک کی موت کے لئے بہ تعینِ وقت ملک الموت کو حکم الٰہی صادر ہوتا ہے۔ ابو نعیم وغیرہ نے مجاہد رضؓ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ملک الموت کے نزدیک تمام دنیا ایک طشت کی طرح ہے وہ اس طشت میں سے جس طرف سے جس کو چاہتا ہے بہ حکم الٰہی لے لیتا ہے۔

مددگارانِ ملک الموت

و برائے او مددگاران یعنی پیش کاران اند

ملک الموت کے ساتھ ان کے معاون و مددگار اور پیشکار فرشتے بھی ہیں جو لوگوں کی ارواح قبض کر کے ملک الموت کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ جُرَیو نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کی ہے کہ رحمت و عذاب دونوں کے فرشتے ملک الموت کے ساتھ رہتے ہیں، ملک الموت پاکیزہ نفوس کی روح قبض کر کے ملائکہ رحمت کے اور خبیثوں کی روح قبض کر کے ملائکہ عذاب کے سپرد کر دیتے ہیں۔ ابن ابی حاتم اور ابن شیبہ نے حضرت ابن عباس رضؓ کی زبانی بیان کیا ہے کہ ملک الموت کے معاون و مددگار فرشتے بھی ہیں۔ اسی طرح ابو الشیخ نے امام نخعی کے ذریعہ بیان کیا ہے کہ ملک الموت اپنے مددگاروں سے ارواح لے لیتے ہیں۔

ابن وہب سے مروی ہے کہ جو فرشتے انسان کے ساتھ رہتے ہیں وہی اس کی اجل لکھتے اور وہی اس کی روح قبض کرتے ہیں پھر ملک الموت کے حوالہ کر دیتے ہیں اور ملک الموت ان تمام فرشتوں کے سردار ہیں۔

طبرانی اور مندہ نے حارث بن خزرج کی زبانی لکھا ہے کہ رسول اکرمؐ نے ایک مرنے والے انصاری کے سرہانے ملک الموت کو دیکھ کر فرمایا اے ملک الموت میرے اس رفیق مسلمان کے ساتھ مہربانی و نرمی کرو۔ ملک الموت نے جواباً کہا یا رسول اللہؐ آپ بہ صد مسرت مطمئن رہیں بس ہر مسلمان کے ساتھ نرمی برتتا ہوں اور یا رسول اللہؐ اطلاعاً عرض ہے کہ میں جب کسی کی جان نکالتا ہوں اور اس کے اہل خانہ گریہ وزاری کرتے ہیں تو میں اس روح کو لئے ہوئے اُسی گھر میں ٹھہر کر گھر والوں سے کہتا ہوں اے رونے والو! اللہ کی قسم! ہم نے اس متوفی پر کوئی ظلم و ستم نہیں کیا اور وقت مقررہ سے پہلے اس کی جان نہیں نکالی، قبض روح میں جلدی نہیں کی اور جان نکالنے میں کوئی گناہ بھی ہم سے سرزد نہیں ہوا۔ حکم الٰہی پر اگر تم لوگ راضی بہ رضا ہو گے تو ثواب پاؤ گے اور اگر ناخوشی کا اظہار کرو گے تو گنہگار ہو گے۔ یاد رہے ہم تمہارے پاس بار بار آئیں گے۔

پس ہشیار باشید

اچھی طرح سُن لو۔ ہر گھر جس میں نیکوکار رہتے ہوں یا بدکار۔ میں انہیں شب و روز تلاش کرتا رہتا ہوں اور میں ہر اک چھوٹے بڑے کو ایسا پہچانتا ہوں کہ وہ خود اپنے کو ویسا نہیں پہچانتے۔ اور اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر میں کسی مچھر کی بھی جان نہیں نکال سکتا۔ امام جعفر صادق رحؒ کا بیان ہے کہ اوقات نماز میں بھی لوگوں کی طرف ملک الموت متوجہ رہتے ہیں اور ملک الموت اس مرنے والے قریب آ کر اس کی جان نکالتے وقت اگر مرنے والا پنج وقتہ نمازی ہے تو اس کے پاس سے شیاطین کو دور کر کے کلمۂ طیبہ کی اس سے تلقین کرتے ہیں پھر اس کی روح قبض کرتے ہیں۔ ابن ماجہ نے ابی امامہ کی زبانی رسول اللہؐ کا یہ ارشاد تحریر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبض روح کا کام ملک الموت کے سپرد فرمایا ہے اور شہداء بحر کی ارواح

اللہ تعالیٰ خود قبض کرتا ہے اور شہداء بحر سے وہ لوگ مراد ہیں جو حج کرنے کے لئے جہاز پر سوار ہوئے ہوں[1]۔

رسالتمآب ﷺ کا ارشاد ہے کہ ماہ شعبان کی پندرھویں شب کو لکھا جاتا ہے کہ فلاں فلاں اس سال رحلت کریں گے، فلاں شخص نکاح کریگا اور اس کی اولاد پیدا ہوگی اور اس کا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے۔ اور جن کا انتقال اس سال ہونے والا ہے ان کی ارواح قبض کرنے کے لئے ملک الموت کو حکم الٰہی دیا جاتا ہے (یہ حدیث مرفوع و موقوف ہے)

حاکم نے اپنی مستدرک میں عقبہ بن عامر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مرنے والے کی موت کو پہلے پہلی وہ نگران فرشتے جانتے ہیں جو اس کے اعمال آسمان پر لیجاتے ہیں اور اس کا رزق آسمان سے لاتے ہیں لیکن جب کسی کا رزق ان کو آسمان سے نہیں ملتا تب ان فرشتوں کو علم ہوتا ہے کہ فلاں شخص کی موت واقع ہوگئی[2]۔

فصل رسول اللہ ﷺ فرمود

---

[1] احادیث مندرجہ بالا سے ثابت ہے کہ اچھے یعنی نیک لوگوں کو جان کنی کی تکلیف نہیں ہوتی اور ملک الموت ان کی روح بڑی مہربانی اور نرمی سے قبض کرتے ہیں اور بُرے لوگوں کا حال اس کے برعکس ہے کہ ہفتوں انکو جان کنی کی تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ ہم پر مہربانی فرمائے
(از علامہ صفدر حسین)

[2] دیگر احادیث سے بھی ثابت ہے کہ ماہ شعبان کی پندرھویں شب کو لوگوں کا سال آئندہ کیلئے رزق و موت وغیرہ تحریر کیا جاتا ہے اسی لئے اس شب میں حنفی مسلمان زیادہ عبادت کرتے، خیر خیرات کرتے اور بیدار رہ کر دعائیں مانگتے ہیں ۱۴ تاریخ کے دن کی رات کو پندرھویں شب کہتے ہیں اور یہی شب برات ہے جس میں متعلقین اپنے متوفی اشخاص کے لئے دُعائے مغفرت کرتے فاتحہ دیکر غرباء کو کھلاتے اور اپنے متوفی مسلمانوں کی ارواح کے آنے پر فاتحہ کے ذریعہ ان کو مسرور کرتے ہیں۔
(تفصیل کے لئے دیکھئے سیر الاولیاء از اعلحضرت حکیم مسیح الدین اصفہانی رح)

کیفیت انتقال مومن و کافر، بوقت مرگ فرشتوں کی حاضری میت کا دیکھنا اور سننا

احمد و ابو داؤد وغیرہ نے بہ طریق صحیح حضرت براء بن عازب رضؓ سے یہ روایت لکھی ہے کہ ایک انصار کے جنازہ پر سرور عالم ﷺ نے دو تین بار اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ پڑھا اور فرمایا مسلمان کی موت کے وقت آسمان سے ایسے خوبصورت فرشتے آتے ہیں جن کے چہرے آفتاب کی مانند درخشان اور ان کے لباس میں جنت کی خوشبوئیں ملی ہوتی ہیں، یہ فرشتے تا بحد نظر اس کے اطراف بیٹھ جاتے ہیں ان کے بعد ملک الموت آکر اس مرنے والے کے سرہانے بیٹھ کر کہتے ہیں اے نفس مطمئنہ اور ذکر الٰہی میں آسودہ! مغفرت و رضائے الٰہی کے لئے جسم سے باہر آ، چنانچہ مسلمان کی روح جسم سے اس طرح بہ آسانی باہر آجاتی ہے جیسے مشک کی بوند ٹپکتی ہے۔ پھر ملک الموت اس روح آسودہ کو لے کر آس پاس بیٹھنے والے فرشتوں کے حوالہ کردیتے ہیں، جس سے بہت سی ایسی خوشبوئیں لگائی جاتی ہیں جنکی مہک مشک سے بھی زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ پھر اس روح کو آسمان پر اس طرح لیجاتے ہیں کہ تمام فرشتے اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے اور کہتے جاتے ہیں کتنی اچھی پاکیزہ روح ہے۔ نیز اس کا نام عزت و توقیر سے لیتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں ہے، یہاں تک کہ آسمان کے دروازے کھلواتے ہوئے یکے بعد دیگرے ساتویں آسمان کے اوپر پھونچ جاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کا نام علیین میں لکھو اور اسے اب زمین پر لیجاؤ جہاں میں اسے پیدا کیا تھا چنانچہ اس روح کو زمین پر لاکر دوبارہ اس کے جسم میں داخل کیا جاتا ہے۔ اور قبر میں دو فرشتے آکر اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں تیرا پروردگار کون ہے؟ یہ مسلمان جواب دیتا ہے کہ میرا پروردگار

اللہ تعالیٰ ہے پھر فرشتے پوچھتے ہیں تیرا مذہب کیا ہے؟ یہ کہتا ہے اسلام۔ پھر استمزاج کرتے ہیں کہ تمہارے پاس کون نبی آئے؟ جس پر یہ مسلمان جو اپنی زندگی بھر ذکر الٰہی میں آسودہ تھا جواب دیتا ہے کہ رسول اکرمؐ ہمارے رسول خاتم النبیینؐ ہیں جس پر فرشتے دریافت کرتے ہیں تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟ تو یہ مسلمان جواباً کہتا ہے میں نے قرآن کریم پڑھ کر اس کی تصدیق کی ہے چنانچہ ندائے غیب آتی ہے کہ میرے اس بندہ کا بیان بالکل دُرست ہے لہٰذا اس کے لئے جنت کے فرش فروش آراستہ کر کے اُسے حُلۂ جنتی پہناؤ اور جنت کا ایک دروازہ اس کے لئے کھول دو۔ چنانچہ اسے جنت کی خوشبوئیں آئیں گی اور اس کی قبر تا بہ حد نظر کشادہ کر دی جائے گی جہاں اس کے پاس ایک خوبصورت، خوش پوش، خوشبوؤں سے معطر مجسمہ آکر کہے گا مبارک ہو اللہ نے تم پر آسانیاں فرمائی ہیں۔ یہ وہ دن ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ یہ متوفی پوچھے گا اے خوبرو مسرور تم کون ہو؟ وہ جواب دے گا میں تمہارے نیک اعمال کا مجسمہ ہوں۔ آخر کار یہ متوفی دعا کرے گا اے اللہ قیامت برپا نہ کرتا کہ اپنے اہل و مال کے پاس لوٹ نہ جاؤں۔

فرمودۂ رسولؐ

رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے، کافر کی موت کے وقت سیاہ رو، فولاد پوش، دوزخی فرشتے آکر اس کے سامنے بیٹھتے ہیں پھر ملک الموت اس سرہانے بیٹھ کر کہتے ہیں۔ اے نفس خبیث! اللہ کے غضب و قہر کی طرف چل چنانچہ اس کی روح اس کے جسم میں بھٹکتی اور ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور ملک الموت اس ریزہ ریزہ روح کو اس کافر کے جسم سے اس طرح کھینچتے ہیں جیسے گیلے ریشم میں سے گوٹی ہوئی میخ کھینچی جاتی ہے۔ اور دوسرے فرشتے اس کو عذاب میں گرفتار کرتے ہوئے اس روح میں اور میخیں ٹھونکتے ہیں اور اس روح میں سے مردار جیسی بدبو آتی ہے جس سے

مزید بدبو اور سڑاند آتی ہے۔ عذاب کے فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں اور فرشتگانِ آسمان کی جس جماعت پر سے اس کا گذر ہوتا ہے وہ سب کہتے ہیں یہ کتنی بُری اور خبیث روح ہے جس پر لے جانے والے فرشتے کہتے ہیں یہ فلاں ابن فلاں ہے اور اس کے تمام دنیاوی بُرے ناموں سے اسے موسوم کیا جاتا ہے تا آنکہ اس کو آسمان ہفتم تک لے جایا جاتا ہے جہاں اس کے لئے کوئی آسمانی دروازہ نہیں کھلے گا۔

رسول اللہؐ نے یہ آیت خواند

رسول اکرمؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ) "ایسے لوگوں کے لئے آسمانی دروازے کھولے نہ جائیں گے اور پھر وہاں سے انہیں پٹک دیا جائے گا" پھر سرورِ عالمؐ نے یہ آیت پڑھی "جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرا تو اس کا حال ایسا سمجھو جیسے بلندی سے کوئی اچانک نیچے گر پڑا یا تو اسے کوئی پرندہ وغیرہ اچک لے گا یا ہوا کا جھونکا اُسے کسی دور دراز گوشہ میں لے جا کر پھینک دے گا" چنانچہ اس کی روح اس کے جسم میں داخل کر دی جائے گی اور دو فرشتے اسے بٹھا کر اس کی قبر میں اس سے مندرجہ بالا تینوں سوال کریں گے اور وہ ہر بار جواب دیگا۔ ہائے ہائے میں نہیں جانتا، جس پر ندائے غیب آئے گی یہ شخص جھوٹا لپاٹیا اور کذاب ہے، اس کے لئے آگ کے بچھونے بچھاؤ، اسے آتشین لباس پہناؤ اور دوزخ کا دروازہ اس کی جانب کھول دو۔ چنانچہ دوزخ کی گرمی اسے ستائے گی اور اس کا پتہ پانی ہو جائے گا اور اس کی قبر اتنی تنگ کر دی جائے گی کہ اس کی ہڈیاں پسلیاں پچی پچی ہو جائیں گی۔ پھر ایک بدصورت، بد لباس، بدبودار مجسمہ اس کے پاس آکر اس سے کہے گا تیری بدبختی ہو۔ یہ وہ دن ہے جس کا اللہ نے تجھ سے وعدہ کیا تھا۔ یہ کافر پوچھے گا تم کون ہو؟ وہ کر یہہ جواب

دیکھا ہیں تیرے بُرے اعمال ہوں۔ جس پر یہ کافر کہے گا۔ اے اللہ اب تو قیامت برپا کر دے۔

ابو یعلی اور ابن ابی الدنیا نے تمیم داری کے حوالہ سے یہ حدیث لکھی ہے کہ اللہ تعالی ملک الموت کو حکم دیتا ہے، میرے فلاں دوست کے پاس جاؤ اور اسے میرے پاس لے آؤ، میں نے اس کی خوشی وناخوشی کا امتحان کر لیا ہے میں نے اسے دوست پایا ہے، جاؤ اور اسے لے آؤ تاکہ میں اسے مکروہات دنیاوی سے نجات دے دوں۔ چنانچہ ملک الموت اپنے ساتھ پانسو فرشتوں کو جو بہشتی لباس وخوشبوؤں سے آراستہ وپیراستہ اور تخم ریحان کی جڑ کی طرح ایک دوسرے سے وابستہ ہوتے ہیں اور جن کے سر پر مختلف رنگ کی خوشبوئیں ملی ہوتی ہیں وہ مشک واذخر میں ڈوبا ہوا ایک سفید ریشمی حلّہ لاتے ہیں اور اس اچھے آدمی کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور ملک الموت اس کے سر کے پاس، پھر ہر فرشتہ اپنا اپنا ہاتھ اس نکوکار کے عضو عضو پر پھیرتا ہے اور اپنے ساتھ لایا ہوا ابریشم اس شخص کی ٹھوڑی کے نیچے بچھا کر اس پر اذخر ومشک پھیلاتا ہے اور جنت کے دروازے اس پر کھول دئے جاتے ہیں جن سے جنت کی خوشبوئیں آتی ہیں اور جنت کے تحفوں میں سے گاہے حوروں اور گاہے پاکیزہ لباس کی طرف اسے رغبت دلائی جاتی ہے اور بچوں کو خوش کرنے کی طرح کبھی اسے جنت کا شوق دلایا جاتا ہے جس میں وہ بہ خوشی مشغول ہو جاتا ہے۔ اور حوران بہشتی اس کی منتظر رہتی ہیں اور ان تمام نعمتوں کے حصول کے لئے اس کی روح سرعت وکوشش کرتی ہے، چنانچہ ملک الموت اس سے کہتے ہیں اے پاکیزہ روح! جلد نکل کر بغیر کانٹوں والی بیری کی طرف چل اور تہہ بہ تہہ کیلوں کی پھلیوں

گھنے درختوں کے لمبے سایوں اور آب رواں کی طرف قدم بڑھا۔ اور سرورِ عالمؐ نے فرمایا ہے کہ میت کے ساتھ ملک الموت مادر مشفقہ کی مانند لطف و مہر کرتے ہیں چونکہ جانتے ہیں کہ یہ روح اللہ تعالی کو محبوب وپسندیدہ ہے اسی لئے اس روح پر لطف وکرم کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالی کی مزید رضامندی حاصل ہو جائے۔ چنانچہ ملک الموت اس کے بدن سے روح اس طرح نکالتے ہیں جیسے خمیر میں سے بال، اور ملک الموت کے قبض روح کے بعد دیگر فرشتے اس سے کہتے ہیں تم پر سلامتی ہو، تم اچھے رہو اور جنت میں داخل ہو جاؤ اس کے بعد جسم اپنی روح سے کہتا ہے اللہ تعالی تمہیں جزائے خیر دے تو مجھ میں اللہ تعالی کی فرمانبرداری کے ساتھ معصیت سے دور رہ کر قیام پذیر رہی، تمہیں مبارک ہو کہ تم نے نجات پائی اور مجھے بھی نجات دلائی۔ اور روح بھی جسم سے اسی طرح خطاب کرتی ہے۔ اور وہ قطعاتِ زمین جہاں اس مرنے والے نے عبادت الہی کی تھی اس پر گریہ وزاری کرتے ہیں اور وہ آسمانی دروازے جن سے اس کے عمل نیک اوپر جاتے اور جن سے اس کا رزق آتا تھا یہ بھی (۴۰) دن تک اس پر گریہ کریں گے، نکوکار کی قبض روح کے بعد پانسو فرشتے اس کے جسم کے پاس آتے ہیں اور اس میت کو لوگوں کے پہلو بدلوانے سے پہلے خود یہ فرشتے اسے پہلو بدلواتے ہیں اور لوگوں کے اس کے کفن کو خوشبو لگانے سے قبل یہ فرشتے اس کے کفن کو خوشبودار کرتے ہیں اور اس میت کے گھر سے اس کی قبر تک یہ فرشتے دورویہ ایستادہ ہو کر اس کا استقبال اور استغفار کرتے رہتے ہیں۔

آں زماں

اس وقت شیطان کھسیانی ہنسی کے ساتھ ایسی آواز نکالتا ہے جس سے اس کے جسم کی ہڈیاں چیختی ہیں پھر اپنے ساتھی چیلے چانٹوں سے کہتا ہے تم

مرجاؤ! تم سے اس آدمی نے کس طرح خلاصی پائی؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ کا یہ بندہ معصوم تھا اور احکام الٰہی کی نگہداشت کرتا تھا۔

غرضکہ جب یہ پاکیزہ روح آسمان پر جاتی ہے تو جبریل امین مع اپنے (۷۰) ہزار فرشتوں کے اس کا استقبال کرتے ہیں اور ان فرشتوں میں سے ہر ایک اس محبوب روح کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی مژدہ سناتا ہے اور جب ملک الموت اس روح کو عرش پر لیجاتے ہیں تو یہ روح حضور الٰہی میں سجدہ ریز ہو جاتی ہے جس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ملک الموت میرے اس بندہ کو سدرۃ، گھنے درختوں کے لمبے سایوں اور آب جاری کے پاس لے جاؤ۔ اور جب اس میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو داہنی طرف سے نماز، بائیں جانب سے روزہ، سرہانے سے قرآن کریم و ذکر الٰہی، پائنتی سے اس کی وہ دنیاوی رفتار جو نماز کے لئے تھی اور صبر و قرار دنیاوی اس کے گوشۂ قبر میں آجاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے بعض گناہوں کے سبب سے عذاب روانہ کرتا ہے جو اس میت کے داہنی طرف سے آتا ہے جس سے نماز کہتی ہے اللہ کی قسم! اس بندہ نے تمام عمر عبادت میں تکالیف برداشت کیں اور راحت و آرام سے دوچار نہ ہوا، تم دور ہو جاؤ۔ اب اسے قبر میں رکھدیا گیا ہے، پھر وہ عذاب بائیں جانب سے آتا ہے اور روزہ اس کو نماز کی طرح جواب دیتا ہے۔ پھر وہ عذاب سرہانے سے آتا ہے اور پہلے کی طرح اس کو جواب دیا جاتا ہے۔ غرضکہ کسی سمت سے بھی اس میت پر عذاب داخل ہونے کا راستہ نہیں پاتا۔

صبر و اعمال

اور صبر اس کے دوسرے اعمال سے گویا ہوتا ہے کہ میں اس شخص کے اعمال بد کو نے میں مانع و مزاحم نہیں ہوا بلکہ تم سب نے اس کی کفالت کی ہاں جب

تم عاجز ہو گئے اس وقت میں نے اس کی مدد کی ہے۔ اور بہ حالت موجودہ پل صراط اور میزان کے نزدیک میں اس کے لئے ذخیرہ ہوں۔

اور سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر میت کے پاس اللہ تعالیٰ دو فرشتے بھیجتا ہے جن کی آنکھوں میں بجلی سی چمک، آوازیں بادل جیسی گرج، ان کے دانت جیسے گائے بھینسوں کے سینگ اور سانس جیسے آگ کے شعلے ہوں اور جن کے دونوں شانوں کے درمیاں کافی فاصلہ ہوتا ہے یہ فرشتے مسلمانوں کے سوائے کسی دوسرے پر مطلق مہربانی نہیں کرتے ان فرشتوں میں سے ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نکیر ہے اور دونوں کے ہاتھوں میں لوہے کے ایسے بھاری گرز ہوں گے جن کو تمام جنات و انسان مل کر بھی حرکت نہیں دے سکتے، چنانچہ یہ نکیرین مردہ کے پاس آکر کہتے ہیں اٹھو۔ اور وہ مردہ اٹھ کر اپنی قبر میں بیٹھ جاتا ہے اور اپنا کفن نیچا کر لیتا ہے پھر نکیرین اس سے دریافت کرتے ہیں تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا مذہب کیا ہے اور تیرے رسول کون ہیں؟ جس پر مسلمان میت جواب دیتی ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ مذہب اسلام ہے اور سرکار خاتم النبیین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی و رسول ہیں، اس جواب پر یہ دونوں فرشتے کہتے ہیں تم نے ٹھیک کہا۔ اور پھر اس کی قبر ہر سمت سے کشادہ کر کے کہیں گے اوپر دیکھو، چنانچہ وہ مسلمان میت جنت کو دیکھتی ہے اور یہ فرشتے کہتے ہیں اے اللہ کے دوست! چونکہ تم نے احکام الٰہی کی تعمیل کی تھی اس لئے یہ جنت تمہارا گھر ہے۔ اتنا ارشاد کر کے سرورِ عالم ﷺ نے پھر فرمایا۔ قسم ہے اس ذات برحق کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اس مردہ کو کبھی نہ دور ہونے والی فرحت نصیب ہوتی ہے۔ پھر یہ فرشتے

اس سے کہتے ہیں کہ نیچے کی طرف دیکھ۔ چنانچہ یہ میت نیچے کی طرف دیکھتی ہے اور وہ فرشتے اس سے کہتے ہیں اے اللہ کے دوست! تم نے اس دوزخ سے نجات پائی۔ اس کے بعد سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ایسے مسلمان کو وہ فرحت نصیب ہوگی جو کبھی زائل نہ ہوگی پھر اس کی طرف جنت کے (۷۷) دروازے کھولے جائیں گے جن سے جنت کی خوشبوئیں آئیں گی اور راحت حاصل ہوگی اور یہ سلسلہ حشر تک جاری رہے گا جبکہ اللہ ہر ایک کو اس کی قبر سے اٹھائیگا اللہ تعالیٰ ملک الموت کو حکم دیتا ہے کہ میرے فلاں دشمن کے[1] پاس جاؤ اور اسے لے آؤ اور حال یہ ہے کہ دنیا میں اس کے لئے میں نے روزی فراخ کی؛ اور اپنی نعمتوں کے ساتھ اسے راحت و آرام کے سامان دیئے لیکن وہ میرے احکام کی نافرمانی کرتا رہا جاؤ اسے لے آؤ تاکہ انتقام لوں۔ چنانچہ ملک الموت اس بدترین صورت میں جاتے ہیں جو کسی آدمی نے نہ دیکھی ہوگی۔ ملک الموت کی (۱۲) آنکھیں ہوں گی اور ان کے ساتھ بے انتہا خاردار آگ کی میخیں ہوں گی اور ملک الموت کے ساتھ مزید پانسو ایسے فرشتے ہوں گے جو پرکالۂ آتش ہوں گے اور ان کے ہاتھوں میں دوزخ کی آگ کے کوڑے ہوں گے چنانچہ ملک الموت اس دشمنِ الٰہی کو آگ کی خاردار سیخ سے اس طرح زدو کوب کریں گے کہ اس سیخ کا ہر خار اس شخص کے جسم میں دھنس جائے گا اور ملک الموت پھر اس سیخ کو اس کے جسم سے سختی کے ساتھ کھینچیں گے اور اس کی روح کو اس کے پاؤں کے ناخن میں سے کھینچ کر نکالتے ہیں اور اس روح کو اس شخص کے سامنے رکھ دیتے ہیں جس سے وہ دشمنِ الٰہی بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے فرشتے اس شخص کے منھ

اور پیٹھ کو کوڑے لگاتے ہیں اور پھر اس کی روح بہ صد تکالیف بالا اس کی کمر تک قبض کرتے ہیں اور ٹھہر ٹھہر کر مندرجہ بالا تکالیف دیتے ہوئے سینہ اور حلق تک کی روح قبض کرتے ہیں اور دوزخ کی آگ اور اس کا دھنواں اس کی ٹھوڑی تک پھیلا دیتے ہیں اس کے بعد ملک الموت کہتے ہیں اے نفس خبیث نکل آ اور ہوائے زہر آلودہ کی جانب اے لعین چل۔ بے انتہا جلا ڈالنے والے پانی اور بے انتہا سیاہ و گرم و غیر مفید دھنویں کے سایہ میں چل۔ قبض روح کے بعد روح جسم سے اور جسم روح سے کہتا ہے تجھ بدتر سے اللہ سمجھے۔ تو نے گناہوں کی طرف جلدی کی اور اطاعت الٰہی میں تعویق کی۔ تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاک کیا اور اس پر وہ خطۂ زمین بھی لعنت کرتا ہے جس پر یہ شخص گناہ کرتا تھا اور شیطان کے چیلے شیطان کو مژدہ سناتے ہیں کہ ہم نے ایک آدمی کو دوزخ میں ڈلوا دیا۔

وشکر ابلیس، پس چون بہا دہ شود

پھر جب اس دشمنِ الٰہی کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس پر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کے سینہ کی ہڈیاں تک باہم ایک کر دیتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ کالے ناگ بھیجتا ہے جو اس کے پاؤں کے انگوٹھے کو ڈستے ڈستے اس کی کمر تک چاٹ جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نکرین کو اس کی قبر میں بھیجتا ہے جو اس سے پروردگار، مذہب اور رسول کی بابت دریافت کرتے ہیں اور یہ جواباً کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا، جس پر فرشتے کہتے ہیں کہ تو نے رسول اکرم ﷺ کو نہیں پہچانا اور ان کی پیروی نہیں کی ہے پھر وہ فرشتے اس کو زدوکوب کریں گے اور اس کی قبر سے آگ کے شرارے نکلیں گے، پھر فرشتے اس کو ٹھیک کر کے کہیں گے اوپر کی طرف دیکھ اور یہ اوپر کی طرف جنت کو

دیکھے گا تو فرشتے کہیں گے اے دشمنِ الٰہی اگر تو اللہ کی فرمانبرداری کرتا تو یہ جنت تجھے ملتی۔ اور رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ دشمنِ الٰہی کو وہ حسرت واندوہ ہوگا جو اس پر سے کبھی ٹلے گا نہیں۔ گا ہے اس شخص کی طرف دوزخ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے چونکہ تو نے احکام الٰہی کی نافرمانی کی اس لئے اب یہ دوزخ تیرا ٹھکانہ ہے۔ علاوہ ازیں اس کی جانب دوزخ کے (۷) دروازے کھول دئے جاتے ہیں جن سے دوزخ کی گرمی اور تیزی قیامت تک اس کو ستائے گی۔ اور روز محشر اللہ تعالیٰ اس کو جہنم واصل کرے گا۔

حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ ملک الموت بندۂ مومن کو جنت کی نعمتیں دکھا کر جنت کی شوق دلاتے اور بچوں کی طرح خوش آوازی کرتے ہیں یہ بالکل دُرست ہے۔ البتہ بعض اولیاء اللہ ان نعمتوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے بلکہ اللہ تعالیٰ کا دیدار چاہتے ہیں۔ روایت ہے کہ شیخ شعراوی نے بوقت مرگ جنت کی نعمتوں کو دیکھ کر کہا تھا شعر

اِنْ کَانَ مَنْزِلَتِیْ فِی الْحُبِّ عِنْدَکُمْ	اگر آپ کی محبت میں میری وہی قدر و منزلت ہے
مَا قَدْ رَأَیْتُ فَقَدْ ضَیَّعْتُ اَیَّامِیْ	جو میں نے دیکھی ہے تو حقیقتاً میں نے اپنی عمر برباد کی

جس پر اللہ کی ندا آئی میں موجود ہوں۔ بتاؤ کیا چاہتے ہو۔ شعر

اَرُوْمُ وَقَدْ طَالَ الْمَدٰی مِنْکَ نَظْرَۃً	میں تمہیں چاہتا ہوں اور عرصے سے تمہاری دید کی خواہش
وَکَمْ مِنْ دِمَاءٍ دُوْنَ مَرْمَایَ طُلَّتِ	اور اس آرزو میں بہت سے خون بہہ چکے ہیں۔

اس حالت پر پہنچنے کے بعد تجلی پروردگار ہوئی اور ان بزرگوار نے جان حق کے حوالہ کی۔ اسی طرح حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتیؒ

فرماتے ہیں۔ شعر

جب ملک الموت میری جان لینے آئیں گے تو جب تک تمہارا دیدار نہ کرلوں گا اس وقت تک روح کو پرواز نہ ہونے دونگا۔

لیکن امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ اس قسم کی خواہشات، گفتگو اور جنت کی نعمتوں کو خاطر میں نہ لانا دراصل بے شکری ہے۔ اور اصحاب صحو کی حالت یہ ہے کہ جنت کی نعمتوں اور اُن نعمتوں کو جو رضائے حق ہیں ان سب کو یہ اصحاب صحو بہ سر و چشم بہ کمال ادب قبول کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اس دنیا میں دیدار حق ممکن نہیں، بلکہ دیدار حق جنت میں ہوگا جہاں اس جسم و چشم کو اللہ تعالیٰ وہ قوت دیگا جس میں اللہ کے دیدار کی طاقت برداشت ہوگی۔ حضرت موسیٰؑ جیسے اولوالعزم پیغمبر کو بھی اس دنیا میں دیدار کرنے کی طاقت نہ تھی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے لَنْ تَرَانِیْ (تم مجھے نہیں دیکھ سکتے) فرمایا اور نتیجہ کے طور پر وہ بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ ہاں اس دنیا میں دل کی آنکھوں سے دیدار الٰہی ہوتا ہے اور رویت قلبی کے عالم مثال سے تعلق کو حضرت قلندرؒ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ شعر

میں آنکھوں کو تیرے دیدار کی اور کانوں کو تیری باتیں سننے کی اجازت نہیں دیتا۔ یعنی اس دنیا میں دل کی آنکھوں سے دیدار الٰہی ہوتا ہے اور موجودہ آنکھ کان اور سر کے ساتھ کسی کو دنیا میں دیدار الٰہی میسر نہیں۔ باقی اللہ تعالیٰ ہی بخوبی جانتا ہے۔ اور جن کو تجلی و رویت قلبی ہوتی ہے اس کی مثال برق و بجلی کی مانند ہے کہ یہ پاکیزہ حضرات ہمیشہ دیدار الٰہی سے متمتع ہوتے رہتے ہیں۔

دیگر یک روایت

علاوہ ازیں جاننا چاہیے کہ قرآن کریم و احادیث شریف میں پکے مسلمانوں اور کافروں کے مکمل حالات درج ہیں اور فاسق مسلمانوں کے قدرے قلیل ہیں۔ فاسقوں اور متوسطین کے مزید حالات قیاس کے ذریعہ معلوم کئے جاسکتے ہیں۔ عہد رسالتمآبؐ میں دو ہی قسم کے لوگ تھے ایک پکے مسلمان اور دوسرے کافر و فاسق۔

واضح رہے کہ مسلمانوں اور کفار و فاسقین کے درمیان متوسط لوگوں کے حالات بالکل مختلف ہیں جس کا سبب گناہوں اور جرائم کی کثرت اور ایمان کی کمی و بیشی ہے۔

فصل در ذکر شہداء

شہداء طبرانی اور عبد بن حمید نے باسناد ثقہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی زبانی بیان کیا ہے کہ جو بندہ راہ حق میں شہید کیا جاتا ہے اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی اس کے تمام گذشتہ گناہ معاف کردئے جاتے ہیں اس کے بعد جنت سے لباس آتا ہے جس میں اس کے نفس کو ڈھانپ لیا جاتا ہے۔ اس کے لئے جنت سے سواری آتی ہے اور فرشتے لئے ہوئے جانب آسمان روانہ ہو جاتے ہیں یعنی یہ فرشتوں کے ساتھ رواں دواں ہوتا ہے جس کا سبب یہ ہے کہ ابتداء خلقت سے فرشتوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر حضور حق میں پہنچ کر فرشتوں سے پہلے سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور اس کے بعد فرشتے سر بسجود ہوتے ہیں۔ حکم الٰہی ہوتا ہے کہ اسے بھی دوسرے شہیدوں کے ہمراہ کردو اور وہ شہداء سرسبز چمن میں سیر کناں اور ریشمی پردوں والے محلات میں قیام گزیں گوشت اور مچھلی کھاتے ہوں گے، مختلف قسم کی خوشبوؤں سے متمتع اور جنت کی نہروں سے مستفید ہوں گے۔ اور شہداء جن جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں

یا بہشت کے میوے کھاتے ہیں جن کے گوشت میں میووں کے مزے اور خوشبو آتی ہے۔ یہ شہداء جنت میں اپنے مکان دیکھیں گے اور پروردگار کے حضور درخواست کریں گے کہ قیام قیامت تک وہ یہیں رہیں

دیگر قصہ قبض روح

قبض روح اور قبر مومن و کافر کے حالات گذشتہ احادیث کی مانند اس حدیث میں بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ کی تفسیر میں کعب احبار کی زبانی ابن مبارک نے روایت کی ہے مومن کی روح جب عرش پر جاتی ہے تو عرش کے نیچے سے آواز آتی ہے کہ قائم رہو۔ اور اس کے نیچے ایک مہر زدہ نوشتہ رکھا جاتا ہے جو روز محشر حساب سے نجات کا باعث ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ علیین سے مقام زیر عرش مراد ہے۔

اور حکم الٰہی اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ کافر کی روح جب آسمان کی طرف لے جائی جاتی ہے تو آسمان اسے قبول نہیں کرتا بلکہ وہ زمین کی طرف پٹک دی جاتی ہے اور جب زمین بھی اسے قبول نہیں کرتی تو پھر اسے سات زمینوں کے نیچے سجین تک پہنچا دیا جاتا ہے جہاں اس کے لئے ایک مُہر زدہ تحریر ہوتی ہے جو حد ابلیس میں رکھی جاتی ہے اور یہ ابلیس کی جگہ ہے۔

صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ سجین نام ہے دوزخ کی ایک وادی کا یا یہ زیر زمین ایک پتھر ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی زبانی روایت کی ہے کہ مسلمان کی روح جب قبض کی جاتی ہے تو وہ جنت دیکھتی ہے جسے اس کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اور مرنے کے بعد مرد مومن ایک خاص قسم کی آواز نکالتا ہے

جیسے اس کے گھر کے بڑوں چھوٹوں اور جانوروں کے علاوہ تمام جنات سُنتے ہیں اور یہ کہتا ہے اے اللہ ارحم الراحمین مجھے جلد پہنچا دے اور جب اسے جنازہ میں رکھتے ہیں تو کہتا ہے "کتنی دیر کر رہے ہو" اور جب قبر میں رکھدیا جاتا ہے تو اٹھ کر بیٹھتا اور اپنی منزل جنت کو دیکھ کر کہتا ہے اے اللہ مجھے اس میں داخل کر دے۔ ارشاد ہوتا ہے ابھی اس میں داخل ہونے کا وقت نہیں آیا کیونکہ ابھی تمہارے دوسرے بھائی بہن نہیں آئے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ تم یہیں خوش و خرم آرام کرو۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا اللہ کی قسم وہاں کون شخص کو تاہ خوابی کر سکتا ہے جسے یہ نعمت دی گئی ہو اور وہ روز قیامت جانب بہشت بیدار ہوگا۔

حضرت قلندرؒ نے خوب کہا ہے شعر

ترجمہ اگر کوئی رات تمہارے وصال کی ہو جائے تو انتہائے شوق میں صبح کو
قیامت تک طلوع نہ ہونے دونگا۔

ابن مردویہ اور ابن مندہ نے حضرت ابن عباسؓ سے مؤمن کے حالات میں ایک طویل حدیث روایت کی ہے کہ آسمانی دروازے اس کے لئے وا ہو جاتے ہیں اور ایک فرشتہ کا دوسرے کو مبارکباد کا غلغلہ ملک جبار تک پہنچتا ہے جو فرماتا ہے مرحبا اے روح پاک و جسم پاک اور پھر فرماتا ہے اسے جنت میں داخل کر کے اس کا مکان اسے دکھا دو۔ اس کے بعد اُسے زمین کی طرف اتارا جاتا ہے اور یہ سب کچھ اتنی دیر میں ہو جاتا ہے کہ لوگ اس کے جسم کو کفن دفن کرنے بھی نہیں پاتے۔ اور پھر اس مرد مومن کی روح اس کے جسم میں داخل کر دی جاتی ہے جس کے بعد اس کی لاش کو کفنایا اور دفنایا جاتا ہے۔

طبرانی از میمونہؓ

طبرانی نے حضرت میمونہؓ نے بنت سعد سے روایت کی ہے "لوگوں نے پوچھا کیا ایک جُنبی غُسل کئے بغیر سو سکتا ہے؟ رسالتمآبؐ نے جواباً ارشاد فرمایا کسی جنبی کا بغیر غسل کئے محو خواب ہو جانا مجھے ناپسند ہے کم از کم اسے وضو کر کے سونا چاہئے اور نہانا ضروری ہے۔ مجھے یہ خوف دامن گیر ہے کہ وہ بحالت جنابت فوت ہو جائے اور جبریل اس کے پاس نہ آسکیں۔

ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا وغیرہ نے یزید بن سنجرہ صحابی کی زبانی یہ روایت کی ہے کہ مرنے والے کو اس کے ہم نشینوں اور ساتھیوں کی مثالی صورت دکھائی جاتی ہے اگر وہ لہو و لعب میں مشغول رہا تو اُسے اہالیانِ لہو و لعب کی اور اگر ذاکر الٰہی ہو تو صاحبان ذکر و عبادت کی مثالی صورتیں اسے دکھائی جاتی ہیں۔

ابن ماجہ نے ابو موسیٰ کی زبانی لکھا ہے کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہؐ لوگوں سے مرنے والے کی شناسائی کس وقت ختم ہو جاتی ہے؟ ارشاد ہوا دوسرے فرشتوں اور ملک الموت کے دیدار سے پہلے تک وہ لوگوں کو شناخت کرتا ہے۔ صحیح مسلم و صحیح بخاری میں عبادۃ بن صامت کی زبانی یہ فرمان سرورِ عالمؐ مروی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا خواہشمند ہوتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملاقات چاہتا ہے اور جو کوئی اللہ سے ملاقات نہیں چاہتا تو اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا کیا لوگ مرنے کو ناپسند کرتے ہیں جس کا جواب سرورِ عالمؐ نے دیا کہ ہماری مراد یہ ہے کہ مسلمان کو مرتے وقت اللہ کی رضامندی کی خوشخبری دی جاتی ہے اور اس کی عزت کی نوید پہنچائی جاتی ہے اس لئے اس کو موت سے زیادہ کوئی دوسری چیز محبوب نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے

ملاقات چاہتا ہے اور کافر کو مرنے وقت عذاب الٰہی کی خبر دی جاتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے ملاقات اس کو تمام چیزوں کی بہ نسبت زیادہ ناپسند ہوتی ہے اسی واسطے اللہ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

ابن جُریر، ابن مندہ و ابن جریج کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے عائشہ جس وقت مسلمان فرشتوں کو دیکھتا ہے تو فرشتے اس سے کہتے ہیں ہم دنیا کی طرف پھر تجھے لوٹا دیں گے جس پر یہ مسلمان کہتا ہے کہ اب مجھے غم خانہ حزن وملال میں نہ بھیجو بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف لے چلو۔ اور کافر کہتا ہے اے پروردگار مجھے پھر دنیا میں بھیج تاکہ کاش عمل صالح اور جو کام چھوڑ دئے تھے وہ کر سکوں۔ ابونعیم نے حضرت سلمان فارسی رضؓ کے ذریعہ رسول اللہ صلعم کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ مسلمان کو قبر میں اولاً بہشت اور رضائے الٰہی کی نوید دی جاتی ہے اور خوش آمدید کہہ کر حکم دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بھی بخشش کی جو تیرے جنازہ کے ساتھ تیری قبر تک آئے۔ نیز ابونعیم نے مجاہد رضؓ کی زبانی لکھا ہے کہ مسلمان کو اس کے فرزند صالح کی خوشخبری دی جاتی ہے کہ وہ تمہارے لئے تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضؓ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ قبول کر لیتا ہے یہاں تک کہ وہ موت کے قریب ہو جاتا ہے۔

مسلمان میت کی روح کی دوسرے مسلمانوں کی ارواح سے ملاقات

طبرانی نے اپنی اوسط میں حضرت ابوایوب انصاری رضؓ کے حوالہ سے رسول اکرم صلعم کا یہ فرمان بیان کیا ہے کہ مسلمان کی روح جب قبض کر لی جاتی

ہے تو اس سے اہل رحمت بندگان الٰہی اسی طرح ملاقات کرتے ہیں جس طرح اہل دنیا باہم ملاقی ہوتے ہیں اور خاص بندگانِ الٰہی کی ارواح اس مرنے والے کے متعلق کہتی ہیں کہ اپنے اس دوست کو رنج و شدّت غم سے چھٹکارا دلاؤ تاکہ آرام کرے۔ پھر پوچھتے ہیں کہ فلاں فلاں اشخاص کیا کر رہے ہیں؟ اور جب یہ جواب پاتے ہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہی فوت ہو چکا تو اناللہ وانّا الیہ راجعُونَ پڑھتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں کہ وہ دوزخ کی جانب لے جایا گیا۔ رسالتمآب صلعم کا ارشاد ہے کہ تمہارے اور تمہارے اعزاء و اقارب کے اعمال تمہارے ماضی کے مُردوں سے کہے جاتے ہیں۔ اگر تمہارے اعمال اچھے ہیں تو تمہارے وفات یافتہ بزرگ تمہارے اچھے اعمال سنکر مسرود ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ یہ تیرا فضل وکرم ہے لہٰذا اسے نعمتوں سے مالا مال کر اور اچھے اعمال پر ہی اس کا خاتمہ بخیر کر۔ اور اگر تمہارے اعمال بُرے ہوں تو تمہارے وفات یافتہ بزرگ کہتے ہیں اے اللہ ہمارے فلاں عزیز کو نیک توفیق دے تاکہ تو اس سے راضی ہو کر اسے اپنے قریب کر لے۔

ماضی کے وفات یافتہ کا، حال کے مرنے والے سے ملاقات کر کے خوش ہونا اور بیٹا جو باپ سے پہلے مر چکا ہو اس کا استقبال کرنا یہ سب دوسری احادیث کے تحت بیان کیا جائے گا۔

احمد و طبرانی نے بحوالہٗ ابی سعید خلدی لکھا ہے کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا ہے "میت اپنے غسل دینے والوں، کاندھا دینے والوں، کفنانے والوں اور قبر میں اتارنے والوں کو پہچانتی ہے"۔ ابن ابی الدنیا نے بکر بن عبداللہ متوفی کے حوالہ سے رسول اکرم صلعم کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ میت کے پاس جو کچھ ہوتا رہتا ہے میت اسے بخوبی جانتی ہے۔ اگر بولنے پر قادر ہوتی

تو وہ نوحہ وماتم وغیرہ کو منع کرتی۔ ابو شیخ نے رسول اکرمؐ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ ایک خاتون مسجد میں جاروب کشی کرتی تھی جس کے انتقال کی بروقت آپؐ کو اطلاع نہ مل سکی تو آپؐ نے اس کی قبر پر جاکر نماز پڑھ کر اس سے کہا تم نے اپنے کس عمل کو بہتر پایا؟ حاضرین نے کہا یا رسول اللہؐ کیا یہ سُنتی ہے؟ جواباً ارشاد فرمایا، تم اس سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔ پھر فرمایا اس خاتون نے یہ جواب دیا ہے کہ مسجد میں جاروب کشی کے عمل کو میں نے سب سے بہتر پایا۔ صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا لوگ جب میت کو لے چلتے ہیں تو صالح ہونے کی صورت میں وہ کہتی ہے مجھے آگے لے چلو۔ اور اگر غیر صالح ہوتی ہے تو کہتی ہے "ہائے مجھے کہاں لئے چلے" اور میت کی یہ باتیں آدمیوں کے سوائے دوسرے سب سنتے ہیں۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت فاروق اعظمؓ کے ذریعہ رسالتمآبؐ کا یہ ارشاد لکھا ہے کہ میت اپنے جنازہ پر رکھی ہوئی کہتی ہے "اے نعش اٹھانے والے بھائیو! دنیاوی زندگی تمہیں ویسے فریب نہ دے جیسے اس نے میرے ساتھ چالبازیاں کی ہیں۔ میں نے جو کچھ چھوڑا وہ سب وارثوں نے لیا ہے لیکن روز محشر اللہ تعالیٰ مجھ سے محاسبہ کریگا۔ تم سب میرے ساتھ آ رہے ہو اور باقی ماندہ سب رخصت ہو جائیں گے۔

ابن عساکر نے حضرت ابن مسعودؓ کے حوالہ سے رسول اکرمؐ کا یہ ارشاد لکھا ہے۔ اے اللہ! تیری رضامندی کے لئے قبر تک جنازہ کے ساتھ جانے والوں کو کیا جزا ملے گی؟ ندا آئی ایسے شخص کی موت کے دن ہمارے فرشتے اس کے ساتھ چلیں گے اور دوسری ارواح کے منجملہ ہم اس کی روح پر رحمت نازل فرمائیں گے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت علیؓ کے حوالہ سے یہ روایت کی ہے کہ مسلمان کے فوت ہونے پر اس کے سجدہ کرنے کی جگہ اور وہ جگہ جہاں سے اس کے اعمال آسمان پر جاتے تھے یہ سب اس مسلمان کے چھوٹ جانے پر گریہ کرتے ہیں۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مسلمان کی موت پر زمین چالیس دن تک گریہ کرتی ہے اور اسلاف سے اس کے اکثر شواہد پائے گئے ہیں۔

طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک حبشی نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور وہ وہیں دفن کر دیا گیا جس پر سرورِ انبیاءؐ نے فرمایا یہ یہیں مدینہ میں پیدا ہوا تھا اور یہیں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اور یہی حدیث ابو سعید وابی الدرداء نے بھی روایت کی ہے ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالہ سے دانائے کُلؐ کا یہ ارشاد لکھا ہے کہ جو شخص جہاں کی مٹی سے پیدا ہوتا ہے اس کی قبر پر وہیں کی مٹی ڈالی جاتی ہے۔

حکیم نے نوادر الاصول میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی زبانی لکھا ہے جو فرشتہ رحم مادر پر مقرر ہے وہ رحم مادر میں کے نطفہ کو اٹھا کر اپنے ہاتھ میں لے کر کہتا ہے۔ اے اللہ اس نطفہ سے آدمی بنے گا یا نہیں؟ اور اگر اس سے آدمی بنے گا تو بتائے کہ اس کا رزق کیا ہے؟ اس کا مقامِ پیدائش کہاں ہے اور یہ کیا عمل کرے گا؟ اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے لوح محفوظ میں دیکھ لو۔ چنانچہ فرشتہ اسی زمین کی خاک اٹھاتا ہے جہاں وہ دفن ہوگا اور اس مٹی سے اس نطفہ کا خمیر بناتا ہے اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کا مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ الآیۃ

صلحاء کے ہمسایہ میں دفن کے فائدے

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضؓ کے حوالہ سے رسالتمآبؐ کا یہ ارشاد لکھا ہے اپنے مردے صالحین میں دفن کرو۔ کیونکہ جس طرح زندہ اپنے بُرے ہمسایہ سے تکلیفیں برداشت کرتے ہیں ویسے ہی مردے بھی اپنے بُرے ہمسایوں سے ایذا پاتے ہیں۔ یہی حدیث ابن عساکر نے حضرت علی رضؓ و ابن مسعود رضؓ کے حوالہ سے لکھی ہے۔ علاوہ ازیں ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضؓ کے حوالہ سے سرورِ عالمؐ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ "تم اپنے مرنے والوں کو اچھا دفن دو۔ اس کی وصیت کی تکمیل کرو، اس کی قبر گہری بناؤ اور بُرے ہمسایہ سے اُسے دور رکھو" صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا صالح ہمسایہ نفع پہنچاتا ہے؟ ارشاد عالی ہوا ہاں۔ یہی حدیث حضرت اُم سلمہ رضؓ کے حوالہ سے دیلمی نے بھی تحریر کی ہے۔

ابن ابی الدنیا نے عبداللہ بن نافع مزنی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک شخص مدینہ طیبہ میں دفن کیا گیا جسے خواب میں دیکھا کہ وہ دوزخی ہے اس پر غم والم کیا۔ پھر سات دن بعد دیکھا کہ وہی شخص جنت میں ہے جب اس کی وجہ پوچھی تو اس مدفون مدینہ نے جواباً کہا میرے برابر ایک صالح دفن کیا گیا جس نے اپنے قرب وجوار کے چالیس آدمیوں کی شفاعت کی اور میں بھی ان چالیس میں کا ایک فرد ہوں۔ ابن مندہ نے حضرت ابن عمر رضؓ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ سرورِ عالمؐ نے فرمایا جب کوئی مسلمان وفات پاتا ہے تو ہر خطہ زمین آرزو کرتا ہے کہ وہ مجھ میں دفن کیا جائے اور کافر کی موت پر اس کی قبر تاریک ہو جاتی ہے اور ہر خطۂ زمین اللہ سے پناہ مانگتا ہے کہ وہ اس میں دفن نہ کیا جائے۔

مرنے والے کو تلقین اور اس پر پڑھنے کی دُعائیں

طبرانی و بیہقی نے حضرت ابن عمر رضؓ کے ذریعہ رسول اکرمؐ کا یہ ارشاد لکھا کہ مُردہ کو جلد تر اس کی قبر تک پہنچاؤ۔ دفن کے وقت اس کی قبر کے سرہانے سورۃ الفاتحہ اور پائیں کی جانب سورۃ بقرہ پڑھو ایک روایت یہ ہے کہ قبر پر سرہانے کی طرف سورۃ بقرہ کی اول و آخر آیات پڑھی جائیں۔ ایک روایت میں ہے کہ قبر پر یہ کہا جائے

اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ	اے اللہ اسے شیطان کے فریب
وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ	اور عذابِ قبر سے بچا۔

بزار نے حضرت علی رضؓ سے روایت کی ہے کہ مُردہ پر یہ دعا پڑھی جائے

بِسْمِ اللّٰهِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ نَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مُنْزَلٍ بِهٖ خَلَفَ الدُّنْيَا خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَاجْعَلْ مَا قَدِمَ عَلَيْهِ خَيْرًا مِمَّا خَلَفَ فَاِنَّكَ قُلْتَ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے یہ شخص راہ الٰہی میں گامزن رہا اور ملت خاتم النبیینؐ پر قائم رہا اے اللہ یہ تیرا بندہ تجھ تک پہنچا اور تو ہی اسے بہترین مقام پر رکھنے والا ہے دنیا کے بعد تو ہی اس کا پشت پناہ ہے اس کے گزشتہ کاموں کے سوا اسے بہتری عطا فرما کیونکہ تیرا ارشاد ہے نیکوکاروں کے لئے اللہ کے حضور اچھائیاں اور خوبیاں ہیں

ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضؓ سے روایت کی ہے کہ یہ پڑھیں

اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبِهٖ وَافْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَاءِ لِرُوْحِهٖ وَاَبْدِلْ لَهٗ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ	اے اللہ اس کی پسلیوں سے مٹی سوکھ گئی اس کی روح پر آسمانی دروازے کھول دے اور اسے جنت کے بہترین مکان میں منتقل کر دے

مجاہد کی زبانی روایت ہے کہ یہ دعا پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اَفْسِحْہُ فِیْ قَبْرِہٖ	اے اللہ اس کی قبر کشادہ کر دے
وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ	اور اُسے نور سے بھر دے
وَاَلْحِقْہُ بِنَبِیِّہٖ صلی اللہ علیہ وسلم	اور اُسے رحمۃ للعالمین سے ملا دے

ان تمام دعاؤں کا ماحصل یہ ہے کہ اے اللہ اسے شیطان اور عذاب قبر سے اپنی پناہ میں رکھ۔ اس کی قبر کشادہ اور روشن کر، آسمانی دروازے اس پر کھول دے۔ آخرت میں اسے دنیا سے بہتر جگہ دے، اور رسول اکرمؐ سے اُسے ملا دے۔ غرضیکہ اس قسم کی دُعامیّت کے لئے کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی مغفرت چاہی جائے

طبرانی نے ابی امامہ کے حوالہ سے رسول اکرمؐ کا یہ ارشاد قلمبند کیا ہے کہ "جب قبر پر مٹی ڈالی جائے تو ہر شخص قبر پر کھڑے ہو کر کہے اے فلان ابن فلان اور اگر میت کا نام معلوم نہ ہو تو کہے اے ابن حوّا! مُردہ اُسے سُنتا ہے مگر جواب نہیں دے سکتا۔ پھر کہے اے فلان بن فلان۔ پھر بیٹھ کر کہے اے فلان بن فلان! تب مُردہ کہتا ہے اللہ کی آپ پر رحمت ہو فرمایئے! تب کہے "تم وہ کہو جس پر دنیا میں تمہارا ایقان و ایمان تھا اور وہ یہ ہے کہ کلمہ شہادت اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھو۔ اور یہ کہو کہ میں اپنے ربّ سے راضی ہوں، میرا دین و مذہب اسلام ہے، حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں اور قرآن کریم امام ہے۔ اس نوبت پر نکیرین باہم ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں چلو، ہم اس شخص کے پاس ٹھہر کر کیا کریں جسے بطور حجت تلقین کی گئی ہے۔

تنگئ قبر

ضغطۂ قبر کے معنی ہیں قبر کا تنگ ہونا۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ صالحین کی قبر بھی تھوڑی سی تنگ ہو جاتی ہے۔

بزرگ صحابی حضرت سعد بن معاذؓ جو انصار میں سے سابقین اولین تھے جن کی وفات سے عرش کو حرکت ہوئی تھی اور جن کے جنازہ میں (۷۰) ہزار فرشتے ساتھ تھے ان کی قبر بھی ایک لمحہ کے لئے تنگ ہوئی تھی۔

روایت ہے کہ سرکارِ دو عالمؐ کی صاحبزادیوں حضرت زینبؓ اور حضرت رقیہؓ کو بھی ضغطۂ قبر ہوا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ضغطۂ قبر دراصل لغزشوں کا کفّارہ ہے۔ امام بیہقی نے اُمیہ بن عبداللہ کی زبانی لکھا ہے کہ لوگوں نے رسول اکرمؐ سے سعد بن معاذؓ کے ضغطۂ قبر کا سبب پوچھا تو آپؐ نے فرمایا پیشاب کے استنجا کرنے میں ان سے کچھ تقصیر ہو گئی تھی۔

بیہقی وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ جس دن سے آپ نے آواز منکر و نکیر اور ضغطۂ قبر کی بابت ارشاد فرمایا ہے اسی دن سے میرا قرار و سکون گیا گزرا ہوا۔ اس پر ارشاد عالی ہوا اے عائشہؓ! نکیرین کی آواز مسلمان کے کان میں ایسی معلوم ہو گی جیسے آنکھ میں سُرمہ لگانا۔ اور مسلمان پر ضغطۂ قبر اس طرح ہو گا جیسے مہربان ماں کے روبروئے اس کا بیٹا اپنے درد سر کی شکایت کرے اور وہ اپنے بیٹے کا سر اپنے ہاتھ میں لے کر اسے نرمی سے دبائے۔

بعض علماء کا بیان ہے مسلمان کے گناہوں کی سزا دسؔ چیزوں کی وجہ سے معاف کر دی جاتی ہے۔

(۱) صدق دل سے توبہ کرے (۲) اللہ سے اپنی مغفرت طلب کرے (۳) اعمال صالح کرے تاکہ اس کے گناہ دور کردئے جائیں (۴) دنیاوی مصائب کا شکار رہنے کے باوجود عبادت گزار رہے (۵) مرنے کے بعد اسے ضغطۂ قبر ہو (۶) اس کی مغفرت کی دوسرے مسلمان دعا کریں (۷) دوسرے مسلمان اعمال صالح کرکے ان کا ثواب اس مرنے والے مسلمان کو بخشیں (۸) روزِ محشر سختیاں برداشت کرے (۹) سرورِ عالم ؐ کی شفاعت سے بہرہ یاب ہو (۱۰) اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے شامل حال ہو۔

ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیہ میں عبد اللہ بن شنجیر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ سرورِ عالم ؐ نے فرمایا ہے "جو شخص اپنے مرض موت میں سورۂ اخلاص پڑھے وہ عذاب قبر اور ضغطۂ قبر سے محفوظ رہے گا۔ اور روزِ محشر فرشتے اسے ہاتھوں ہاتھ پل صراط سے پار کرکے جنت میں پہنچا دیں گے[۱]

[۱] سیر اولیاء میں اعلیحضرت حکیم مسیح الدین احمد خان ؒ نے بحوالۂ ملفوظات حضرت مولانا اشرف علی تھانوی لکھا ہے کہ مسلمان کو عذابِ قبر کے بجائے ضغطۂ قبر ہوتا ہے اور وہ بھی مادرِ مشفقہ کے سر دبانے کی مانند۔ پھر مسلمان کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے اور کافر و مشرک وغیرہ کو ضغطۂ قبر سختی کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے، جن لوگوں کو دفن کرنے کے بجائے پانی میں بہایا، آگ میں جلایا اور زمین کے اوپر اس لئے رکھا جاتا ہے کہ پرندے وغیرہ انکا گوشت پوست کھا جائیں ان سب کو ضغطۂ قبر اس طرح ہوتا ہے کہ پانی، آگ اور ہوا کا دباؤ ان پر اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ ان کی ہڈیاں پسلیاں ریزہ ریزہ ہوجاتی ہیں اور اس دباؤ کے بعد ان کو پھر دباؤ کے عذاب سے دوچار کیا جاتا ہے اور یہی ان کے لئے عذاب قبر ہے۔ علاوہ ازیں علامہ سبکی نے اپنی مشہور کتاب بحر الکلام میں لکھا ہے انبیاء علیہم السلام چونکہ معصوم ہیں اس لئے ان سے نکیرین سوال نہیں کرتے اور ضغطۂ قبر سے بھی یہ محفوظ و مامون رہتے ہیں مگر وہ مسلمان جو شکر الٰہی بجا نہیں لاتے، احکام شریعت کی معمولی سی بھی توہین کرتے ہیں ایسے سب کو ضغطۂ قبر ہوتا ہے۔ اے اللہ ہم سب کو عذاب دنیا اور عذاب آخرت سے محفوظ رکھ۔

قبر میں میت کے اعمال انسانی صورت میں

میت کے اعمال دنیاوی اس کی قبر کے اندر انسانی صورت میں اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ ابن ابی الدنیا نے عطاء بن یسار وغیرہ کے ذریعہ روایت کی ہے کہ مردہ کو قبر میں اتارنے کے بعد اس کے دنیاوی اعمال انسانی صورت میں آکر اس سے کہتے ہیں ہم تیرے اعمال ہیں، تو اپنے پیچھے اپنے اہل وعیال، اولاد، خاندان اور جو کچھ اللہ نے تجھے دیا تھا وہ سب کچھ چھوڑ آیا ہے اور یہاں تیری قبر میں میرے سوائے کوئی دوسرا تیرا ساتھی نہیں اور کوئی دوسری چیز بھی تیرے ساتھ داخل نہ ہوسکی۔ جس پر مُردہ کہتا ہے اہل وعیال اولاد وغیرہ اور اللہ کے دئے ہوئے کے بدلہ کاش میں تجھے اختیار کرتا کیونکہ کوئی بھی تیرے سوائے میرے ساتھ نہیں آئے

(اب میں ہوں اور دنیاوی اعمال)

میت سے قبر کی گفتگو اور عذابِ قبر

ترمذی نے ابی سعید کی زبانی یہ حدیث حسن لکھی ہے کہ رسول اکرم ؐ نے فرمایا ہے "موت کو بہ کثرت یاد کرو کیونکہ موت تمام دنیاوی لذتوں کو فنا کردیتی ہے اور قبر روزانہ کہتی ہے میں تنہائی کا مقام، مٹی اور کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں۔ اور جب مسلمان دفن کیا جاتا ہے تو قبر مرحبا کہتی اور مبارکباد دیتی اور کہتی ہے جو لوگ مجھ پر چلتے پھرتے تھے ان میں تم سب سے بہتر تھے تم میرے پاس آئے ہو، میں تم پر مہربانی کروں گی، چنانچہ اس کی قبر تا بہ حدِ نگاہ کشادہ ہوجاتی ہے اور اس میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور

جب کافر و بدکار دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے یہاں آنا تمہیں مبارک و مسعود نہ ہو۔ جو لوگ مجھ پر چلتے تھے اُن میں سے تو سب سے زیادہ خراب تھا اب جبکہ تو میرے پاس آیا ہے تو میں تجھے دکھاتی ہوں کہ تیرے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہوں، پھر قبر اس کو اتنا دباتی ہے کہ اس کی سینہ ہڈیاں باہم پِس کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گی اس کے بعد رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ اس شخص پر اللہ تعالیٰ ایسے (۷۰) سانپ مقرر کرے گا کہ ان میں سے کوئی سانپ اگر زمین پر پھنکار مارے تو رہتی دنیا تک اس زمین میں کوئی چیز اُگ نہ سکے چنانچہ یہ سب اس شخص کو روزِ حساب تک ڈستے رہیں گے۔

رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ جنت کے باغوں میں سے قبر بھی ایک چمن ہے (جو مسلمان کے لئے خاص ہے کیونکہ وہ موت کو زیادہ یاد کرتا ہے) یا دوزخ کے غاروں میں کی ایک بہت بڑی خندق ہے (جو کافروں فاسقوں اور منافقوں کے لئے مختص ہے کیونکہ یہ لوگ موت و قبر کو یاد نہیں کرتے ہیں) علاوہ ازیں متذکرہ بالا عنوان کے تحت دیگر احادیث بہ کثرت موجود ہیں۔

عذابِ قبر و نکیرین

عذابِ قبر اور سوال منکر و نکیر کے بارے میں اکثر احادیث بہ تواتر و مسلسل موجود ہیں جیسا کہ روایات براء بن عازب اور تمیم داری کی پہلے بیان کی گئی ہیں۔ اس بارے میں بعض احادیث طویل اور بعض مختصر ہیں ابن ماجہ نے جابر بن عبداللہ کے ذریعہ رسول اکرمؐ کا یہ ارشاد قلمبند کیا ہے کہ جب مسلمان کی میت قبر میں رکھ دی جاتی ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے

کہ یہ غروب آفتاب کا وقت ہے چنانچہ وہ اٹھ بیٹھتا ہے اور اپنی آنکھیں مل کر کہتا ہے ذرا سی مجھے مہلت دو اور مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ حکیم ترمذی نے سعید بن مسیّب سے روایت کی ہے کہ میت سے جب نکیرین سوال کرتے ہیں کہ مَنْ رَّبُّكَ (تیرا پروردگار کون ہے) تو شیطان حاضر ہو کر اس میت کے سامنے اپنی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ میں تیرا پروردگار ہوں۔ حکیم ترمذی نے لکھا ہے کہ اس رونما ہونے والے واقعہ کی تائید رسول اکرمؐ کا یہ قول ہے اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ (اے اللہ اس مسلمان کو شیطان کے دھوکہ سے اپنی پناہ میں رکھ[1])

سوال منکر و نکیر کیفیت سوال منکر و نکیر کی مختلف روایات ہیں بہت ممکن ہے کہ بعض لوگوں سے ان کے اعتقادات کے بارے میں سوالات کئے جائیں اور بعض سے جملہ سوالات کئے جائیں۔ یا ایک صورت یہ ہے کہ بعض راویوں نے منکر و نکیر کے سوالات کی روایت مختصراً بیان کی ہے۔ اور بعض روایات یہ ہیں کہ میّت سے ایک ہی مجلس و نشست میں تین مرتبہ سوالات کئے جائیں گے۔ طاؤس کی روایت ہے کہ سات دن تک منکر و نکیر سوالات کریں گے۔

فائدہ۔ جو شخص زیر زمین دفن نہ کیا جائے بلکہ سُولی پر لٹکا دیا جائے یا پانی میں ڈوب جائے یا جلا دیا جائے یا کوئی درندہ اُسے کھا جائے تو ہر ایسے شخص کو ضغطۂ قبر، سوال منکر و نکیر اور عذاب یا ثواب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اور قبر کی حالت عالم برزخ[2] جیسی ہے

---

[1] شیطان ہر انسان کو زندگی میں، مرتے وقت اور قبر تک میں دھوکہ و فریب دیتا ہے تاکہ کسی طرح اپنے مشن کو کامیاب بنائے اور اللہ کے بندوں کو نقصان پہنچائے۔

[2] عالم برزخ وہ مقام ہے جہاں مُردہ کو مثالی صورت دیکر ایسی زندگی دی جاتی ہے جسے

ابن عبداللہ کا بیان ہے مومن سے اور ایسے منافق سے جو مذہب اسلام سے منسوب ہیں ان کے دین و مذہب کا منکر و نکیرین سوال نہ کریں گے۔ البتہ کافر و مجاہر سے مذہب بھی پوچھا جائے گا۔ علامہ قرطبی اور ابن قیم کا بیان ہے کہ کافر سے بھی اس کے مذہب کے بارے میں نکیرین سوال کریں گے اور علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ پہلا قول صحیح ہے۔

فائدہ۔ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ احادیث متواترہ اسی چیز پر دلالت کرتی ہیں کہ نکیرین کے سوال کے وقت مُردہ کے جسم میں روح واپس آتی ہے اور اس وقت روح کو جسم سے ایک خاص قسم کا تعلق ہوتا ہے اگرچہ اس کے اعضاء جسمانی اس کے مرنے کے بعد منتشر و متفرق یا سوختہ ہو چکے ہوں ایک اور جماعت نے لکھا ہے کہ روح سے نہیں بلکہ جسم سے سوالات کئے جائیں گے جس کا جمہور نے انکار کیا ہے۔ اور ابن حزم وغیرہ نے لکھا ہے کہ جسم کے بغیر صرف روح سے سوالات کئے جائیں گے۔

فائدہ۔ بعض محدثین کا بیان ہے کہ بہت زیادہ فرشتے مقرر ہیں جو سوالات کرتے ہیں جن میں سے بعض کا نام منکر اور بعض کا نکیر ہے اور ان فرشتوں میں سے دو فرشتے ہر مرنے والے کے پاس اس کی قبر میں جاتے ہیں

فائدہ۔ شقیق بلخیؒ کا بیان ہے کہ میں نے اللہ سے پانچ چیزیں طلب کی تھیں جو حسب ذیل پانچ چیزوں میں مجھے مل گئیں ترک گناہ[۱]، نماز چاشت میں روشنی قبر[۲]، نماز تہجد میں۔ سوال و جواب نکیرین[۳]، تلاوت قرآن کریم میں۔ پل صراط سے عبور[۴]، روزہ میں۔ اور سایۂ عرش، خلوت میں[۵]

حیات دنیاوی سے کسی طرح کوئی نسبت نہیں دی جا سکتی۔

از مترجم اقبال الدین احمد ۵/۷۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

فائدہ۔ علامہ اصبہانی نے حضرت انسؓ کے حوالہ سے رسالتمآبؐ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ جو شخص نشہ کی حالت میں فوت ہوگا تو قبر میں جب اٹھایا جائے گا اس وقت بھی نشہ کی حالت میں ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نشہ کی حالت میں مرنے والا نکیرین کو اس حالت میں دیکھے گا کہ خود نشہ میں سرشار و مست ہوگا۔

فائدہ۔ علامہ بزازی نے علماء احناف کے حوالہ سے لکھا ہے کہ میت جہاں رکھی جائے گی وہیں اس سے نکیرین سوال کریں گے۔ اگر کسی درندہ نے کھا لیا ہو تو شکم ہی میں سوالات ہوں گے ہاں اگر تابوت رکھ کر کہیں منتقل کیا گیا ہو تو دفن کرنے پر سوالات ہوں گے۔ باقی اللہ ہی زیادہ جانتا ہے۔

غیر مسئول اور عذاب قبر سے مستثنیٰ

وہ لوگ جن سے نکیرین سوال نہ کریں گے اور ان پر عذاب قبر نہ ہوگا

کسی نے پوچھا یا رسول اللہؐ کس وجہ سے شہید کو عذاب قبر نہ ہوگا؟ ارشاد عالی ہوا اس کے سر پر تلواروں کی چمک ہی کافی ہونے کی وجہ سے اُسے عذاب قبر نہ ہوگا۔

طبرانی نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے حوالہ سے سرورِ عالمؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ کفار سے لڑتے میں جو شخص خود کو پیش پیش رکھے تاکہ غلبۂ اسلام ہو یا جامِ شہادت نوش کرے، ایسے مسلمان پر عذاب قبر نہ ہوگا اور دوسری کئی احادیث میں سرکارِ کائنات کا یہ حکم مرقوم ہے کہ مرابط فی سبیل اللہ یعنی کافروں کے حملہ کے وقت جو شخص مملکت اسلامیہ کی حفاظت

کرتے ہوئے جان بحق ہو تو اس کا یہ عمل تا روزِ محشر جاری رہے گا اور فرشتے اس کے اس نیک عمل کو لکھتے رہیں گے اور یہ مجاہد عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور بعض احادیث میں مزید یہ ہے کہ ایسا محافظ قیامت کے دن بحیثیت شہید اٹھایا جائے گا۔

ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے حوالہ سے لکھا ہے جو شخص ہر رات کو سورۃ تبارک الذی پڑھتا ہے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ امام احمد اور ترمذی وغیرہ نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی زبانی سرکارِ دو عالمؐ کا یہ ارشاد تحریر کیا ہے کہ جو مسلمان شب جمعہ یا جمعہ کے دن فوت ہو وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ جبکہ شہداء سے نکیرین سوال نہ کریں گے تو بدرجۂ اولی یہ بات ہے کہ بلحاظ مرتبہ عالی صدیقین سے سوالات نہ کئے جائیں گے۔ اور حکیم ترمذی نے صراحتاً لکھا ہے کہ صدیقین سے نکیرین سوال نہ کریں گے احادیث مرابط اس امر کی مقتضی ہیں کہ معرکۂ جنگ میں مقتول کی خصوصیت نہیں بلکہ کسی شہید سے بھی نکیرین سوالات نہ کریں گے۔ اور میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ جو شخص ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز پڑھنے کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا رہے اس کی بابت رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ یہ تمہارا رباط ہے اس لئے ایسے منتظر نمازی سے بھی نکیرین سوال نہ کریں گے

ابونعیم نے حضرت جابرؓ کی زبانی سرکارِ کائناتؐ کا یہ ارشاد تحریر کیا ہے کہ جس کا جمعہ کے دن یا شب جمعہ میں انتقال ہو وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور روزِ محشر اس پر شہداء کی علامت ہوگی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایسا متوفی عذابِ قبر اور فتنۂ قبر سے محفوظ رہے گا اس شخص سے

حساب کتاب نہیں لیا جائیگا۔ اور یہ دیدار الٰہی کے فیوض حاصل کرے گا اور اس کے ساتھ کچھ شہید ہوں گے جو اس کی شہادت کی گواہی دیں گے۔

قبر کی سختی اور آسانی

حاکم وغیرہ نے حضرت عثمان غنیؓ کی بابت لکھا ہے کہ آپ جب کسی قبر پر جاتے تو اتنا روتے کہ آپؓ کی ریش مبارک تر ہو جاتی اور لوگوں کے استفسار پر آپؓ نے کہا کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ منازلِ آخرت کے منجملہ قبر پہلی منزل ہے، جس نے پہلی منزل میں قبر کی سختی سے نجات پائی تو دوسری منزل اس کے لئے آسان ہے۔ اور جس نے اس سے نجات نہ پائی تو دوسری منزل اس سے بھی زیادہ سخت تر ہے۔ اور رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ تمام خوفناک مقامات کی بہ نسبت قبر کی سختی سب سے زیادہ سخت تر ہے۔

براء بن عازب کی زبانی ابن ماجہ نے لکھا ہے کہ سرورِ عالمؐ ایک قبر کے پاس جا کر بیٹھے اور اتنا روئے کہ زمین تر ہو گئی اس کے بعد فرمایا اے بھائیو! اس جگہ جیسی تیار کرو۔ ابن مندہ نے حضرت ابن مسعودؓ کے حوالہ سے رسول اکرمؐ کا یہ ارشا لکھا ہے "مسافر کی قبر اتنی کشادہ کر دی جاتی ہے جتنا کہ وہ اپنے مکان سے دور رہے"۔ احمد نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی زبانی رسول اکرمؐ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ جو مسلمان اپنے مقامِ پیدائش سے جسقدر دور فاصلہ پر انتقال کرے تو جنت میں اس کو اسی مسافت کے برابر وسیع جگہ ملے گی۔ ابن مندہ نے حضرت ابوہریرہؓ کی زبانی سرکارِ کائناتؐ کا ارشاد تحریر کیا ہے کہ مسلمان

اپنی قبر میں یوں رہتا ہے گویا ہرے بھرے چمن میں ہوں - اس کی قبر (۷۰) ہاتھ چوڑی کشادہ کردی جاتی ہے جس میں چودھویں رات کی مانند روشنی ہوتی ہے

ابن ابی الدنیا اور وہب بن مُنبہ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے حواریوں کے ساتھ ایک قبر پر بیٹھے تھے کہ وحشت، تنگی اور تاریکیٔ قبر کے تذکرہ پر آپؑ نے فرمایا قبر کی بہ نسبت تم لوگ اپنی ماں کے پیٹ میں تنگ تر جگہ میں تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے جب فراخ کرنا چاہا تو فراخی کردی - دیلمی نے حضرت ابن عباسؓ و حضرت انسؓ کی زبانی سرورِ عالمؐ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر اُس وقت زیادہ مہربانی کرتا ہے جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے متعلقین اس کے پاس سے چلے جاتے ہیں الحمدللہ مجھے امید ہے کہ تنہائی کے عالم میں حق تعالیٰ ہی ساتھ دے گا اور مکمل مہربانی فرمائے گا شعر -

مجھے ایک وہ مختصر سی جگہ درکار ہے جہاں میرے مسکن پر تو ہی تو ہو -

دیلمی نے حضرت علیؓ کے حوالہ سے رسول اکرمؐ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ آخرت کے عدل و انصاف کی پہلی منزل قبر ہے، اور قبر کسی شریف و رذیل میں کوئی فرق نہیں کرتی -

مشایعت جنازہ

جنازہ اٹھانے اور قبرستان تک لے جانے والوں کی بخشائش

ابن ابی الدنیا نے جابر بن عبداللہ کے حوالہ سے رسول اکرمؐ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ جنازہ میں شرکت کرنے والے کے لئے اللہ کا سب سے بڑا تحفہ یہ ہے کہ اللہ اس کی بخشش کر دیتا ہے - اس قسم کی احادیث ابن ابی الدنیا بزاز اور بیہقی نے بحوالۂ حضرت ابن عباسؓ بیان کی ہیں - ابو شیخ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے حوالہ سے، حاکم بیہقی اور دیلمی نے حضرت ابو ہریرہؓ کے ذریعہ سے اور حکیم ترمذی نے حضرت انسؓ کی زبانی اسی نوعیت کی احادیث تحریر کی ہیں -

اسبابِ نورانیّت قبر و تاریکیٔ قبر

مسلم نے ابو ہریرہؓ کی زبانی یہ حدیث لکھی ہے کہ یہ قبور تاریکیوں سے بھری ہوئی ہیں اور مجھ پر درود بھیجنے سے اللہ تعالیٰ انہیں روشن کردیتا ہے اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص سرورِ عالمؐ پر درود و سلام بھیجتا ہے تو آپؐ بھی اس کی سلامتی چاہتے ہیں اور آپ پر درود و سلام بھیجنے والے کی قبر منوّر کردی جاتی ہے -

دیلمی نے حضرت انسؓ کے حوالہ سے سرورِ عالمؐ کا یہ ارشاد تحریر کیا ہے کہ مسجد میں ہنسنے والے کی قبر میں تاریکی ہوتی ہے - ابن ابی الدنیا نے سری بن مخلد کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت ابو ذرؓ سے رسول اللہؐ نے فرمایا سفر کرنا چاہتے ہو تو سامانِ سفر مہیا کرو اور راہِ قیامت کا سفر بڑا سفر ہے میں تمہیں اس سفر میں نفع دینے والی چیزوں سے باخبر کرنا چاہتا ہوں صحابہ نے عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان! ضرور فرمائیے - ارشاد عالی ہوا سخت موسم گرما میں روزے رکھنا روزِ محشر مفید ہوگا اور رات کی تاریکی میں دو رکعتیں پڑھنے سے قبر کی وحشت نہ رہے گی - ابو نعیم نے حضرت علیؓ کی زبانی سرکارِ دو عالمؐ کا یہ ارشاد لکھا ہے کہ جو شخص سَو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْن پڑھے گا وہ افلاس سے دور رہے گا اور یہ تلاوت قبر میں اس کی مؤنس و غمخوار ہوگی اور اس کلمہ کے پڑھنے والے کے لیے جنّت

کے دروازے کھول دئے جائیں گے ۔

دیلمی نے حضرت ابن عباسؓ کے ذریعہ سرورِ عالمؐ کا یہ ارشاد تحریر کیا ہے کہ عالِم کے انتقال پر اللہ تعالیٰ اس کے علم کو مثالی زندگی دے گا جو قیامت تک اس کی قبر میں اس کا مونس و غمخوار رہے گا اور زمین کے حشرات وغیرہ سے بھی اس کا علم اس کو محفوظ رکھے گا ۔ احمد و ابن عبدالبر نے کعب احبار کی زبانی روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی اور کہا کہ علم دین حاصل کرو اور لوگوں کو بتادو کہ علم حاصل کرنے والوں اور علم سکھانے والوں کی قبریں منور و روشن کر دیتا ہوں تاکہ وہاں ان کو وحشت نہ ہو ۔

ابو شیخ اور ابن ابی الدنیا نے امام جعفر صادق اور ان کے والد دادا صاحب کے حوالہ سے رسول اکرمؐ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ جو شخص اپنی اسلام آوری پر خوش ہوتا ہے اور دوسروں کو خوش کرتا ہے تو اس خوشی کے عوض اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اللہ کی عبادت کرتا اور وحدت کے نغمے الاپتا ہے اور جب یہ نومسلم دفن کر دیا جاتا ہے تو یہی خوشی اس سے قبر میں کہتی ہے اے انسان تو مجھے پہچانتا ہے ؟ مدفون کہتا ہے میں تو تجھے نہیں پہچانتا تو وہی خوشی جواب دیتی ہے کہ میں وہ خرمی و سرور ہوں جس کا تو نے فلاں کے ساتھ اظہار کیا تھا آج میں تجھ سے مانوس ہوں تیرے ساتھ خوش عیش رہ کر تیری وحشت میں مونس و غمخوار رہوں ۔ آج میں تیری رہبری کروں گی اور نکیرین کے سوالات کے جوابات میں تیری ثابت قدمی دکھاؤں گی روزِ محشر جہاں سب کی حاضری ہوگی وہاں میں تیرے ساتھ حاضر رہوں گی تیری شفاعت و سفارش کروں گی اور تجھے جنت میں داخل ہونے کی راہ بتاؤں گی

ابن مندہ نے ابی کاہل کے حوالہ سے رسالتمآبؐ کا یہ فرمان نقل کیا ہے اے ابی کاہل سنو ! جو شخص لوگوں کو تکالیف سے چھٹکارہ دلا دے گا تو اللہ تعالیٰ کے لئے سزاوار ہے کہ اس سے عذابِ قبر کو دور رکھے

ابو الفضل طوسی نے حضرت فاروق اعظمؓ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ مساجد میں روشنی کرنے والے کی قبر میں اللہ روشنی کرے گا اور مسجد میں خوشبو کرنے والے کی قبر میں اللہ تعالیٰ جنت کی خوشبوئیں اور مسرتیں داخل کرے گا

حسابِ قبر

حکیم ترمذی نے حضرت حذیفہ کی زبانی لکھا ہے کہ قبر میں بھی حساب ہوگا اور آخرت میں بھی حساب ہوگا ۔ جس شخص سے قبر میں حساب کتاب کیا جائیگا وہ نجات یافتہ ہے اور جس سے روزِ محشر حساب کتاب کیا جائے گا وہ عذاب سے دوچار ہوگا ۔

احمد نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبانی رسول اکرمؐ کا یہ فرمان بیان کیا ہے کہ بعض لوگ روزِ محشر بغیر حساب کتاب کے بخش دئے جائیں گے اور مسلمان اپنے اعمال خود اپنی قبر میں دیکھتا ہے ۔

ابن عساکر نے تاریخ میں لکھا ہے کہ جس شخص کی موت اس حالت میں ہو کہ قاتلین حضرت عثمانؓ کی اس کے دل میں ذرا سی بھی محبت ہو تو وہ دجال کا مطیع و فرمان بردار ہے ۔ اگر ایسا شخص حیات دجال میں ہو یا دجال کے زمانہ میں نہ ہو بہر حال وہ اپنی قبر میں دجال پر ایمان آوری کا اقرار کرے گا ۔

عذابِ قبر

بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبانی رسول اکرمؐ کا یہ حکم تحریر کیا ہے کہ عذاب قبر بالکل حق ہے اور قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ اس بارے میں اکثر احادیث ہیں جیسا کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ — ای اللہ تیرے حضور میں عذاب

مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ — قبر سے پناہ مانگتا ہوں

اور بخاری نے حضرت ابوہریرہؓ کی زبانی رسالتمآبؐ کا یہ فرمان بھی لکھا ہے کہ مُردوں پر جب عذاب قبر ہوتا ہے تو اسے جانور بھی سُنتے ہیں۔

احمد و ابو یعلی نے ابو سعید خدری کے حوالہ سے سرورِ عالمؐ کی یہ حدیث لکھی ہے کہ کافر پر اس کی قبر میں (۹۹) اژدہے مسلط کئے جاتے ہیں جو قیامت تک اس کو ڈستے ہیں۔ اور ایک حدیث احمد نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حوالہ سے یہ لکھی ہے کہ ہر کافر کے پاس دو سانپ بھیجے جاتے ہیں ایک سر کی جانب سے اور دوسرا پائنتی سے جو اُسے تا روزِ محشر کاٹتے رہیں گے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابن عباسؓ کی زبانی یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ سرورِ عالمؐ دو قبروں پر سے گذرے اور ارشاد فرمایا کہ ان دونوں پر عذاب کیا جا رہا ہے لیکن ان کو کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے ایک وہ ہے جو احتیاط سے استنجا نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلخور ہے۔ اور یہ دونوں اپنے جرم میں ماخوذ ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے ایک سبز پتہ کے دو حصے کئے اور ایک، ایک قبر پر رکھ دیا۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ آپؐ نے

یہ عمل کیوں فرمایا؟ ارشاد عالی ہوا توقع ہے کہ جب تک یہ پتے خشک نہ ہوں گے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

ابن ابی الدنیا و بیہقی نے حضرت میمونہؓ کی زبانی لکھا ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا اے میمونہ! بارگاہِ الٰہی میں عذابِ قبر سے پناہ مانگو کیونکہ چغل خوری اور پیشاب کی ناپاکیوں کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے قبر میں سخت عذاب ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں اکثر احادیث اس باب میں وارد ہیں کہ چغلخوری اور لگاؤ بجھاؤ سے اور پیشاب میں احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے عذاب قبر ہوتا ہے

طحاوی و ابو شیخ نے حضرت ابن مسعودؓ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "ایک شخص کو اس کی قبر میں دُرّے لگانے کا حکم الٰہی ہوا، لیکن اس کی دعاؤں کی وجہ سے ایک ہی دُرّہ پر اکتفا کی گئی اور اس کی قبر آگ سے بھر دی گئی پھر جب اس پر سے یہ عذابِ قبر ختم ہو گیا تو ہوش میں آیا اور کہا اے فرشتو! تم نے کس جُرم میں مجھے دُرّہ لگایا؟ فرشتوں نے جواباً کہا تو نے بغیر وضو کے نماز پڑھی تھی اور مظلوم کے پاس سے تو گذرا تھا لیکن تو نے مظلوم کی کوئی مدد نہیں کی تھی۔

ابن ابی شیبہ وغیرہ نے دوسری روایات یوں کی ہیں کہ اس شخص نے فرشتوں سے کہا۔ تم نے مجھے کیوں دُرّہ لگایا؟ حالانکہ میں دنیا میں متقی و پرہیزگاروں جیسی زندگی بسر کرتا رہا۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بصریؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا "جو شخص میرے کسی صحابی کو بُرا کہے گا تو اللہ تعالیٰ اسکی قبر میں ایک ایسا جانور مسلّط کر دے گا جو قیامت تک اس کا گوشت کاٹتا

رہے گا یا اسے چیرتا پھاڑتا رہے گا۔ ابن عساکر نے واثلہ بن اسقع کے ذریعہ لکھا ہے کہ سرکارِ کائنات ؐ نے فرمایا کہ فرقہ ضالہ (قدریہ اور مرجیہ) کے ہر مُردہ کی قبر کو تین دن بعد کھود کر دیکھو تو اس کا مُنہ قبلہ سے پھرا ہوا دیکھو گے

ابن ابی الدنیا نے ابی اسحٰق فزاری کی زبانی لکھا ہے کہ ایک شخص نے آ کر اُن سے کہا میں کفن چور ہوں اور میں نے بعض مُردوں کا رخ قبلہ سے پھرا ہو بچشم خود دیکھا ہے۔ ابو اسحٰق نے یہ قصہ یوں لکھا ہے کہ اوزاعی نے کہا ہے کہ جن لوگوں کا مُنہ قبلہ سے پھرا ہوا پایا گیا یہ وہ لوگ ہیں جن کی وفات مذہب اہل سنّت والجماعت کے خلاف واقع ہوئی ہے۔ عمر بن میمون نے عمر بن عبدالعزیز مروانی کی زبانی لکھا ہے کہ ولید بن عبدالملک کے دفن کے وقت دوسروں کے ساتھ میں بھی تھا، میں نے دیکھا کہ ولید بن عبدالملک دونوں زانو اس کی گردن تک بندھے ہوئے تھے، یہ سُن کر عمر بن عبدالعزیز مروانی نے اس قول سے توبہ کی جو حضرت علی رض کی بابت عام مروانی کہا کرتے تھے

ابن ابی الدنیا نے فضل بن یونس کی زبانی لکھا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز بن عبدالملک سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے والد اور آپ کے بھائی ولید کو کس نے دفن کیا تھا؟ انھوں نے کہا کہ فلاں فلاں نے۔ اور میرے آزاد کردہ غلام کا بیان ہے کہ مجھ سے فلاں شخص نے کہا کہ میں نے انہیں قبر میں اتارا اور جب ان کے کفن کی گرہ کھولی تو دیکھا کہ ان کا منہ ان کی پیٹھ کی طرف تھا۔

التواءِ عذاب قبر

کافروں پر سے عذاب قبر کبھی دور نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ جمعہ کے دن اور ماہِ رمضان میں عذاب قبر ملتوی رہتا ہے، اور یہ قول

بلحاظ آیات واحادیث پسندیدہ نہیں ہے۔

ابن قیم نے لکھا ہے کہ کافروں اور بعض گنہ گار مسلمانوں پر عذاب قبر جاری رہتا ہے، بعض گنہگاروں کو ان کے گناہوں کے موافق اولاً عذاب قبر ہو گا اور بعد میں وہ عذاب جاری نہ رہے گا۔ اور میرا قول یہ ہے کہ دعاؤں اور دوسرے مسلمانوں کی شفاعت کی وجہ سے مُردوں پر عذابِ قبر دور کر دیا جاتا ہے۔ امام یافعی کا بیان ہے کہ شب جمعہ میں اور جمعہ کے دن عذابِ قبر ملتوی رہتا ہے۔ علامہ نسفی نے لکھا ہے کہ التواء کے بعد یہ عذاب دوبارہ نہیں کیا جاتا یعنی اگر عذاب ہوتا ہے تو صرف ایک ہفتہ تک، اور جمعہ کے بعد عذاب جاری نہیں رہتا۔ لیکن حدیث بُراء بن عازب ثابت کرتی ہے کہ ایک ہفتہ سے زیادہ عرصہ تک بھی عذاب قبر ہوتا ہے جیسا کہ رسول اکرم ؐ کا دو قبروں پر سبز پتے رکھنا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ جن کی قبروں پر سرورِ عالم ؐ نے سبز پتے رکھے تھے ان کو مدفون ہو کر ایک ہفتہ سے زیادہ دن گذر چکے تھے۔

ابو علی نے حضرت انس سے اور بیہقی نے حضرت عکرمہ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ؐ نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

عذابِ قبر نہ پانے والے

ترمذی نے ابن ماجہ و بیہقی نے سلمان بن صرد اور خالد بن عرفطہ کے حوالہ سے رسول اکرم ؐ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ جو شخص جریانِ شکم[1] یعنی پیٹ کی بیماری

---

[1] جریانِ شکم کہتے ہیں دست آنے کو۔ خواہ دست آنے کا سبب کوئی سی بیماری ہو (از مترجم)

کی وجہ سے فوت ہوا اُسے عذاب قبر نہیں دیا جائے گا

ابن عباس رضؓ وابن مسعود رضؓ وغیرہ سے متفرق طور پر مروی ہے کہ ہر رات سورۃ تبارک الذی کا پڑھنا عذاب قبر سے نجات کا موجب ہو عہد رسالتمآبؐ میں صحابہ رضؓ سورۃ ملک[1] کی تلاوت کو مانع عذاب قبر کہا کرتے تھے

دارمی نے خالد بن معدان سے روایت کی ہے کہ سورۃ الم تنزیل سجدہ خود اپنی طرف سے قبر میں جھگڑتی ہوئی کہے گی۔ اے اللہ اگر میں تیرے قرآن کریم کی سورۃ ہوں تو میری شفاعت قبول کر ورنہ اپنی کتاب سے دور کر کے مُردہ پرند کی طرح اپنے بازو میں چُھپالے۔ غرضیکہ یہ سورۃ شفاعت کرے گی۔ اور اس سورۃ کا پڑھنے والا عذاب قبر سے نجات پائے گا۔ اور یہی اثرات سورۃ تبارک الذی کے ہیں۔ دارمی و ترمذی نے جابر رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرمؐ جب تک سورۃ الم تنزیل اور سورۃ الملک نہ پڑھ لیتے آرام نہ فرماتے تھے۔ اصبہانی نے اپنی ترغیب میں بحوالہ حضرت ابن عباس رضؓ رسول اللہؐ کا یہ ارشاد لکھا ہے کہ جو شخص شب جمعہ میں بعد نماز مغرب دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ ایک مرتبہ اور سورۃ اِذَا زُلْزِلَتْ (۱۵) مرتبہ پڑھے گا اس پر سکرات موت آسان ہو گی اور عذاب قبر سے نجات پائے گا اور پل صراط کو روزِ محشر بہ آسانی عبور کرے گا۔ اور سرورِ عالمؐ نے فرمایا ہے جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اُسے موت کے سوائے کوئی اور چیز جنت میں داخل ہونے سے روک نہ سکے گی۔ اس حدیث کو نسائی، ابن حبان، ابن مردویہ اور دارقطنی نے ابی امامہ کے حوالہ سے اور علامہ بیہقی نے حضرت علی رضؓ اور حدیث صلصال بن

---

[1] تبارک الذی کی سورۃ کا نام سورۃ الملک ہے۔ (از مترجم)

دلہمس کی زبانی روایت کیا ہے۔

فصل طبرانی و اصبہانی

طبرانی و اصبہانی نے ابن عمر رضؓ کے حوالہ سے رسول اکرمؐ کا یہ ارشاد تحریر کیا ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والوں کو مرتے وقت، قبر میں اور حشر ونشر کے وقت کوئی وحشت نہ ہو گی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس حدیث کو عمومی حیثیت دی جائے تو بلا شبہ کہا جا سکتا ہے کہ جتنی وحشت کافروں کو ہو گی اتنی مسلمان کو نہ ہو گی۔ ہاں یہ بات ضروری ہے کہ دوسری احادیث کے پیش نظر جن سے یہ ثابت ہے کہ گنہگاروں کو عذاب قبر ہو گا، عام طور پر مطلق وحشت کی نفی نہیں کی سکتی۔ اور ظاہر ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے والے وہ اشخاص ہیں جو مقام بقا و فنا سے مشرف ہیں۔ ان کے سینوں میں ذات پاک ربّ العٰلمین کے سوائے کوئی اور دوسرا مقصود نہیں ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ عبادت سے مطلب ہی یہ ہے کہ معبود کے حضور میں مکمل طور سے اپنی عاجزی پیش کی جائے۔ اور اس امر میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر شخص اپنے مقصود کے حصول کے لئے بے انتہا عاجزی کرتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مقصود ہی در اصل معبود ہے اور لا مقصود الا اللہ اور لا معبود الا اللہ کے ایک ہی معنی ہیں۔ اور جس کسی کا مقصود صرف ذات پاک ربّ العٰلمین ہو تو وہ ماسوا کے پھندے سے آزاد ہو کر شرک خفی سے بھی علحدہ رہتا ہے اس کو اپنی زندگی میں کسی اور سے نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ سے محبت و رغبت رہتی ہے اور اس کو خلوت در انجمن کا لطف حاصل ہوتا ہے۔ یعنی باوجودیکہ وہ لوگوں کے اجتماع میں نظر آتا ہے لیکن باطنی طور پر وہ اللہ میں مشغول رہتا ہے جیسا کہ حدیث شریف ہے (ترجمہ)

تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ تمام

لوگ تمہارے نزدیک اونٹ کی مینگنیوں کی طرح نہ ہو جائیں۔

یعنی ہر کسی سے وہ تعلق ہو جس میں بے تعلقی کارفرما ہو۔ اور ایسی شخصیتوں کو لوگوں کا اژدہام مانع خلوت نہیں ہوتا اگرچہ گا ہے یہ انبوہ انہیں موجب تشویش ہوتا ہے۔ اور مشغولیت الٰہی کے سبب سے قبر میں لوگوں کی جدائی کے پیش نظر انہیں کسی قسم کی وحشت نہیں ہوتی بلکہ زیادہ لذت اُنس و محبت حاصل ہوتی ہے۔ رُباعی (ترجمہ)

جس نے تجھے پہچان لیا وہ جان لے کر کیا کرے اور اہل و عیال و خاندان کو کیا کرے۔ تو دیوانہ بنا کر دونوں جہان دینا چاہتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ تیرے دیوانہ کو دو عالم کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو جنت کے طلبگار بھی صرف رضاجوئی رب العٰلمین کے لئے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی دولت ہاتھ آئے گی اور ہم اسی کام پر مامور کیے گئے ہیں جیسا کہ مولانا رومی رحؒ نے کہا ہے۔

جب سلطان دین بھی میری طمع میں گرفتار ہے تو اس کے بعد قناعت بے کار محض ہے۔

اے اللہ ہمیں اپنی محبت دے اور ان کی محبت سے مالامال کر جن کو تو محبوب رکھتا ہے نیز ہم کو اس عمل کی محبت عنایت فرما جو تیری محبت سے ہم کو قریب و قرین بنا دے۔

اندرونِ قبور اولیاء اللہ کی نماز و عبادت میں مشغولیت

صحیح مسلم میں حضرت انس رضؓ کی زبانی روایت ہے کہ رسول اکرم صؐ شبِ معراج میں حضرت موسیٰ عؑ کی قبر پر تشریف لے گئے اور وہ اپنی قبر میں نماز

پڑھ رہے تھے۔ ابو یعلی نے حضرت انس رضؓ کی زبانی رسول اکرم صؐ کا یہ ارشاد تحریر کیا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں ترمذی و حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضؓ کی زبانی لکھا ہے کہ چند صحابہ رضؓ نے ایک جگہ خیمہ نصب کیا اور انہیں معلوم نہ تھا کہ یہاں کوئی قبر ہے۔ چنانچہ خیمہ کے نیچے کی ایک انسانی قبر میں سے سورۂ تبارک الذی پڑھنے کی آواز آئی، جس کی اطلاع صحابہ نے رسول اکرم صؐ کو دی تو سرورِ عالم نے فرمایا یہ سورۃ عذاب قبر دور کرتی اور عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے۔

حافظ زین الدین نے لکھا ہے کہ بعض اہل برزخ کو ان کے دنیاوی اعمال کی بدولت نوازا جاتا ہے۔ برزخ میں کوئی عمل نہیں اس لئے کوئی ثواب اس کا نہیں، کیونکہ موت کے بعد ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ البتہ اہل برزخ کا بزمانۂ قیام، ذکر الٰہی میں مشغول ہونا صرف حصول لذت و خوش عیشی کے لئے ہوتا ہے۔ جس کی مثال یہی ہے کہ فرشتے اور جنتی اللہ کے ذکر سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ذکر الٰہی فی نفسہٖ دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اس پر میں کہتا ہوں کہ چونکہ دنیا کی تمام نعمتوں سے ذکر الٰہی بدرجہا بہتر ہے اس لئے مندرجہ بالا قول کہ عالم برزخ کے عمل سے ثواب نہیں ہوتا، موزوں و مناسب نہیں ہے۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ زمزمہ و شعر کی لذت سے عوام اس لئے لذت اندوز ہوتے ہیں کہ ان میں محبوب کے تذکرے ہوتے ہیں۔ اور خاصانِ حق کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا محبوب ہے اس لئے وہ ذکر الٰہی میں لذت حاصل کرتے ہیں، اور ذکر الٰہی میں لذت حاصل ہونے کی بابت کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ایک ضعیف حدیث حضرت ابن عباس رضؓ سے یوں روایت کی جاتی ہے کہ مسلمان کو تلاوت کرنے

کے لئے قبر میں قرآن شریف دیا جاتا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے یزید وقاشی کی زبانی لکھا ہے کہ مجھے یہ روایت ملی ہے کہ جو شخص قرآن کریم حفظ کرتے کرتے فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں وہ فرشتے بھیجتا ہے جو اسے باقی ماندہ قرآن کریم حفظ کرا دیتے ہیں اور یہی روایت حسن وعطیہ عوفی سے بھی مروی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین کی زبانی لکھا ہے کہ مُردہ کو عمدہ کفن دینا انہیں پسند تھا اور وہ کہتے تھے کہ مُردے اپنے پہنے ہوئے کفن ہی میں دوسرے مُردوں سے ملتے ہیں[1] اور اسی طرح ابن عدی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی زبانی رسول اکرمؐ کی حدیث مرفوعاً بیان کی ہے۔ اور ترمذی وغیرہ نے ابی قتادہ کے حوالہ سے بھی یہی لکھا ہے۔ عمدہ کفن کا مطلب یہ ہے کہ وہ بیش قیمت نہ ہو بلکہ حلال کمائی کا ہو، سنّت کے موافق ہو اور سفید و پاکیزہ ہو۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی استعمال شدہ چادر حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دھونے کے لئے دی کہ اسی کا ان کو کفن دیا جائے اور پھر فرمایا کہ نئے کپڑوں کے استعمال کے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں۔

زیارتِ قبور

ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبانی رسول اکرمؐ کا یہ

[1] مسلمانوں کے مُردے اپنی قبروں میں باہم ایک دوسرے سے ملاقی ہوتے، تلاوتِ قرآن کرتے اور خوش عیش رہتے ہیں جیسا کہ حضرت سعید بن جبیرؓ نے لکھا ہے کہ ہم لوگ جب حضرت ابن عباسؓ کو بمقام طائف دفن کر چکے تو ان کی قبر سے یہ آواز آئی یٰٓاَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (تفصیل کے لئے دیکھئے سیر اولیاء، از اعلحضرت حکیم مسیح الدین احمد خانؒ)

فرمان نقل کیا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرنے کی خاطر اس کی قبر پر بیٹھ کر اس کے حق میں سلام دعا کہے تو مردہ اپنے اس بھائی کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ اسی طرح امام بیہقی وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی زبانی مرفوعاً روایت کی اور صحیح مسلم میں موقوفاً حضرت ابو ہریرہؓ کی زبانی لکھا ہے کہ رسول اکرمؐ نے ایک مقبر پر تشریف ارزانی کر کے فرمایا اے مسلمانو! تم پر اللہ کی سلامتی ہو اور انشاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بھی یہی حدیث اس اضافہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر رحم فرماتا ہے۔ علاوہ ازیں نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت بُریدہ کے حوالہ سے یہی حدیث لکھ کر لفظ "لاحقون" کے بعد یہ عبارت لکھی ہے اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَکُمْ تَبَعًا اَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ۔ اور یہی حدیث ترمذی نے ابن عباسؓ کے حوالہ سے اور طبرانی نے حضرت علیؓ کے حوالہ سے لکھی ہے۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہؓ کی زبانی روایت کی ہے کہ قبرستان میں جانے والے شخص کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے صاحبان قبر کے لئے دعائے مغفرت کرے اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے اس طرح رحمت طلب کرے گویا ان کی نماز جنازہ ادا کر رہا ہے

ارواح کے رہنے کی جگہ

ارواح کے جائے قرار کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ مالک ونسائی نے بہ سند صحیح حضرت کعب بن مالک کی زبانی سرورِ عالمؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ مسلمان کی روح سبز پرندوں پر سوار جنتی درختوں پر معلق رہتی ہے اور قیامت کے دن وہ اپنے جسموں میں عود کرے گی۔ احمد و طبرانی

نے حضرت اُم ہانی رضی کی زبانی یہی حدیث لکھی ہے اور اسی طرح ابن عساکر نے اُم بشر زوجہ ابی معروف کی زبانی تحریر کیا ہے۔ ابن ماجہ اور طبرانی نے بحوالہٗ ام بشر لکھا ہے کہ میں نے رسول اکرم صلعم کو فرماتے خود سنا ہے کہ مسلمان کی روح وہ پرندہ ہے جو جنت میں حسب دلخواہ سیر کرتی ہے اور کافر کی روح سجّین میں مقیّد رہتی ہے۔ طبرانی وغیرہ نے حمزہ بن جبیب رضی کی زبانی سرکارِ کائنات صلعم کا مرسلاً یہ ارشاد لکھا ہے کہ مسلمانوں کی روح سبز پرندوں پر سوار جنت میں جہاں چاہتی ہے سیر کرتی پھرتی ہے۔ اور کفار کی روح سجّین میں مقید رہتی ہے۔ بعض احادیث میں شہداء کے بارے مرقوم ہے کہ ارواحِ شہداء سبز پرندوں کے پیٹ میں رہ کر جنت کی نہروں میں سے جہاں چاہتی ہیں چگتی رہتی ہیں اور عرش کے نیچے قندیلوں میں لٹکتی ہیں۔ یہی حدیث مسلم نے بھی حضرت ابن مسعود رضی کے ذریعہ لکھی ہے۔ اور حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عباس کی زبانی لکھا ہے کہ شہداء جنگ احد کے بارے میں رسول اللہ صلعم نے متذکرہ بالا ارشاد فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں تقی بن مخلد اور ہنّاد بن سری نے ابی سعید خدری کی زبانی اسی طرح حدیث روایت کی ہے۔ ابو شیخ نے حضرت انس رضی کی زبانی روایت کی ہے کہ ارواحِ شہید کو سفید پرندوں کے پیٹ میں رکھ کر اللہ تعالیٰ عرش کی قندیلوں میں رکھتا ہے۔ ابن مندہ نے ابن شہاب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ارواحِ شہداء مانند پرند سبز، عرش میں معلق رہتی ہیں۔ ابن ابی حاتم نے ابی الدرداء کی زبانی لکھا ہے کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں پر سوار عرش کے نیچے لٹکتی ہیں اور جنّت کے باغوں میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی کی زبانی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت حارثہ بن سُراقہ شہید کے بارے

میں ارشاد فرمایا کہ وہ جنت الفردوس میں ہیں۔ اور جو احادیث شہداء کے بارے میں ہیں ان میں سے کوئی بھی اس امر پر دلالت نہیں کرتی کہ شہداء کے سوائے دیگر حضرات اس مرتبہ پر فائز نہیں۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ صدیقین و شہداء دیگر سے زیادہ افضل ہیں۔ غرضیکہ مرقومہ بالا احادیث ثابت کرتی ہیں کہ مسلمانوں کی ارواح جنت میں رہتی ہیں جس میں شہداء کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کے بچوں کے بارے میں بھی احادیث ہیں کہ یہ جنّت میں رہتے ہیں۔ احمد، حاکم اور ابو داؤد وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ رضی کی زبانی سرورِ عالم صلعم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ مسلمانوں کی اولاد جنت میں ایک پہاڑ پر رہتی ہے۔ جنھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی پرورش کرتے ہیں اور روز محشر انھیں ان کے والدین کے سپرد کریں گے اور خالد بن معدان سے مروی ہے مسلمانوں کے معصوم بچے جو انتقال کر چکے ہیں یہ جنّت میں درخت طوبیٰ کے زیر سایہ دودھ پیتے ہیں۔ سعید بن منصور نے حضرت مکحول کی زبانی رسول اکرم صلعم کا یہ ارشاد مرسلاً لکھا ہے کہ مسلمانوں کی روحیں سبز گرگڑیا (گھریلو چڑیوں) کی صورت جنّت میں رہتی ہیں۔ ابن ابی شیبہ و بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی و کعب رضی کی زبانی لکھا ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے لباس میں جنّت کی سیر کرتی ہیں اور مسلمان بچوں کی ارواح گرگڑیا کی صورت، جنّت میں رہتی ہیں اور آلِ فرعون، کالے پرندوں کی صورت میں صبح و شام دوزخ پر لائی جاتی ہے۔ ہنّاد بن سری نے ہذیل رضی کی زبانی لکھا ہے کہ مسلمانوں کے بچے اپنے والدین کی نسبت سے جس طرح جنّت میں ہیں اسی طرح بڑے بڑے مسلمان جو صالحیت و تقویٰ سے آراستہ ہیں بطریق اولیٰ جنّت میں ہیں۔ ان احادیث سے ثابت و معلوم

ہوا کہ مسلمانوں کی ارواح جنت میں اور کافروں کی دوزخ میں رہتی ہیں۔

قرآن کریم واحادیث شریف میں مسلمانوں کے بالمقابل کفار کا تذکرہ ہے اور ان مسلمانوں سے کامل مسلمان مراد ہیں۔

واضح رہے کہ کفار کے مقابلہ میں گنہگار مسلمانوں کا کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا مندرجہ بالا احادیث کو پختہ و کامل مسلمانوں پر محمول کرنا چاہیئے

کامل مسلمانوں کی اقسام

کامل مسلمان چار طرح کے ہیں انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین۔

صالحین سے مراد، اولیاء اللہ ہیں جن کے دل اللہ کے سوائے دوسرے مشاغل سے بے پرواہ ہوتے ہیں اور یہ تجلیات الٰہی کی صلاحیت والے ہیں انہی کی بابت سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "اللہ نے لوگوں کو دل دیا ہے جو گوشت کا لوتھڑا ہے، یہ جب ٹھیک ہوتا ہے تو پورا جسم ٹھیک رہتا ہے اور جب مفسدہ پرداز ہوتا ہے تو پورا جسم خستہ و خراب اور فساد انگیز ہو جاتا ہے۔ سُنو! یہ گوشت کا لوتھڑا دراصل دل ہے" اور یہ اولیاء اللہ وہ ہیں جو بُری صفات سے پاک وصاف ہو کر باطل خواہشات سے اللہ تعالیٰ کے حضور پناہ جو ہوتے اور رضائے الٰہی پر مطمئن رہتے ہیں۔ انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے "اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی جانب ہنسی خوشی لوٹ چل، میرے بندوں میں شامل رہ اور میری جنت میں داخل ہو جا"۔ یعنی متذکرہ بالا چاروں گروہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ اور جس کو چاہتا ہے بزرگوں کے زمرہ میں شامل کر دیتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے "جو کوئی اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی فرمانبرداری کرتا ہے اُسے انبیاء صدیقین صلحاء و شہداء کے ساتھ کر دیتا ہے، جن پر اللہ نے اپنی

مہربانیاں کی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سب کا بہترین رفیق ہے"۔

شہداء کا مسکن بیرونِ جنّت

بعض احادیث سے پایا جاتا ہے کہ شہیدوں کا ٹھکانہ جنت کے باہر ہے، جیسا کہ احمد، طبرانی، اور ابن شیبہ نے بہ سند حسن حضرت ابن عباس رض کی زبانی رسول اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ شہیدوں کی روحیں جنّت کی کے دروازہ والی نہر پر سبز گنبد میں رہتی ہیں جن کے لئے صبح و شام جنّت سے رزق آتا ہے۔ ہناابن سری اور ابن ابی شیبہ نے حضرت کعب رض سے روایت کی ہے کہ شہداء، اُن بیرونی چمن اور باغوں میں رہتے ہیں جو جنّت سے قریب ہیں ان کے پاس مچھلیاں اور گائیں بھیجی جاتی ہیں جو باہم چہلیں کرتی اور اُچھل کود کرتی ہیں اور شہید ان سے جی بہلاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں ذبیحہ کے بعد نوش جان کرتے ہیں اور جنّت کی دوسری چیزوں کی ان سے لذت حاصل کرتے ہیں۔

آدم بن ایاس نے مجاہد رض کے حوالہ سے لکھا ہے کہ شہداء جنّت کے باہر رہتے ہیں، جنّت کے میوے اور ان کی خوشبو ان کو باہر ملتی ہے

واضح رہے کہ پہلے کی احادیث کی طرح یہ حدیثیں قوی نہیں ہیں ممکن ہے کہ بعض شہداء جنت الفردوس کے باہر رہیں۔ کیونکہ احادیث میں شہیدوں کے مختلف مراتب مذکور ہیں مثلاً وہ مرد صالح پختہ ایمان والا جو خالص اللہ کے لئے شہید ہوا اس کا مرتبہ بلند تر ہے اور ان پر انبیاء کو صرف نبوّت کی وجہ سے برتری حاصل ہے۔

روایت ہے کہ جو شخص عمل صالح و غیر صالح کرنے کے باوجود جام شہادت نوش کرے، اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں لیکن قرض کی عدم

ادائگی اور مستحقین کی حقوق کُشی اسے جنّت میں جانے سے باز رکھے گی جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابی قتادۃ رضؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضؓ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دئیے جائیں گے بشرطیکہ مقروض نہ ہو اور جبریل نے یہ بات مجھ سے اسی وقت کہی ہے۔

ارواحِ مومنین اور جنّت کی دید

بعض احادیث میں ہے کہ ارواحِ مومنین ساتویں آسمان میں مقیم اپنے جنت کے گھر دیکھتی ہیں اس حدیث کو ابو نعیم نے بہ سند ضعیف بحوالۂ حضرت ابو ہریرہ رضؓ تحریر کیا ہے۔

وہب بن مُنَبِّہ کا بیان ہے کہ آسمانِ ہفتم میں ایک ایسا مقام ہے جہاں تمام مُردوں کی ارواح اکٹھا ہوتی ہیں اور اسی جگہ قدیم مُردوں کی روحیں نئے مُردوں کی روحوں سے دنیا کے حالات دریافت کرتی ہیں سعید بن منصور نے حضرت سلمان فارسی رضؓ کے حوالہ سے لکھا ہے روحِ جسم سے نکلنے کے بعد زمین و آسمان میں رہتی ہے۔ ابن مبارک حکیم ترمذی، ابن ابی الدنیا اور ابن مندہ نے سعید بن مسیت کے توسط سے حضرت سلمان فارسی رضؓ کی زبانی روایت کی ہے مسلمان کی ارواح عالم برزخ میں رہتی ہیں اور زمین کے ہر حصہ کی حسب دلخواہ سیر کرتی ہیں اور کفار کی ارواح سجین میں رہتی ہیں۔ مندرجہ بالا احادیث و اقوال اگرچہ بالکل صحیح ہیں لیکن ان کا یہ مفہوم سمجھنا چاہئے کہ بعض مسلمانوں کے اعمال ایسے نہ تھے کہ وہ بالراست جنّت میں داخل ہو جاتے اس لئے وہ ساتویں آسمان میں رہتے ہیں جن میں سے بعض ساتویں آسمان سے

اوپر نہیں جا سکتے بلکہ زمین و آسمان کے درمیان ہی پرواز کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی پاداش میں گرفتار نہ رہ کر سیر کی قدرت رکھتے ہیں اور بعض وہ ہوتے ہیں جو گناہوں کی سزائیں گرفتار رہ کر سیر نہیں کر سکتے۔ طبرانی نے حضرت انس کی زبانی لکھا ہے کہ رسول اکرمؐ کے پاس نماز پڑھانے کے لئے ایک میّت لائی گئی آپؐ نے پوچھا کیا یہ مقروض تھا؟ لوگوں نے کہا جی ہاں، اس پر ارشاد عالی ہو، ہمارے نماز پڑھانے سے اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ قرض کی وجہ سے اس کی روح اس قبر میں مقید رہے گی اور آسمان کی جانب نہ جا سکے گی، اگر تم میں سے کوئی اس کے قرض کی ادائگی کی ذمہ داری لیتا ہے تو ہم نماز پڑھائے دیتے ہیں۔

ترمذی و ابن ماجہ وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضؓ کی زبانی روایت کی ہے کہ جب تک میت کا ذمگی قرض ادا نہیں کیا جاتا اس وقت تک اس کی روح مقید رہتی ہے۔ اس طرح طبرانی نے براء بن عازب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے مقروض کی روح مقید رہتی ہے اور وہ اپنی تنہائی کی بارگاہِ الٰہی میں شکایت کرتی ہے۔ بزار و طبرانی نے حضرت ابن عباس رضؓ کی زبانی لکھا ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا یہاں بنو ہذیل کا ایک شخص تمہارا دوست جنّت کے دروازہ پر قیدی بنا ہوا ہے کیونکہ وہ دنیا میں مقروض تھا۔ تم بنو ہذیل اگر اسے عذاب سے بچانا چاہتے ہو تو اس کا ذمگی قرض ادا کر دو۔ اکثر لوگ قرض وغیرہ کی عدم ادائگی کے سبب جنّت میں داخل نہ سکیں گے یا جنّت کے دروازہ تک نہ پہنچ سکیں گے یا ساتویں آسمان سے اوپر نہ جا سکیں گے یا قبر میں مقید رہیں گے اور تمام کافروں کی روحیں سجین میں رہیں گی جو ساتویں زمین کے نیچے ایک

دوزخی مقام ہے اور صبح و شام دوزخ ان کے روبرو لائی جائے گی جیسا کہ قرآن کریم کی یہ آیت ہے ۔ ترجمہ

صبح و شام کفار دوزخ کے روبرو لائے جائیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور فرعون والوں کو سخت ترین عذاب دیا جائے گا

اگرچہ احادیث بالا میں تطبیق دی گئی ہے لیکن دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ مسلمانوں اور کفار دونوں کی ارواح قبر ہی میں رہتی ہیں جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضؓ کی طویل حدیث میں ہے کہ مسلمانوں کی ارواح فرشتے آسمانِ ہفتم تک لیجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس بندہ کا کارنامہ علیّین میں لکھ لو اور پھر اسے زمین کی طرف لے جاؤ کیونکہ میں نے اسے زمین ہی میں پیدا کیا، زمین ہی میں اسے داخل کروں گا اور زمین ہی سے نکالوں گا، اس مرحلہ کے بعد اس کی روح پھر اس کے جسم میں داخل کر دی جاتی ہے ۔ دوسری احادیث بھی اسی معنی پر دلالت کرتی ہیں اور یہ سلسلہ ارواح انبیاءؑ تک پہنچتا ہے جو اپنی قبروں میں آرام فرما ہیں ۔ رسول اکرمؐ نے شبِ معراج میں حضرت موسیٰؑ کو خود ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور فرمایا جو شخص میرے روضہ کے قریب مجھ پر درود و سلام پڑھتا ہے تو میں خود سنتا ہوں اور اگر کسی دور و دراز مقام سے مجھ پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے تو وہ مجھ تک پہنچتا ہے

اس باب میں مختلف روایات کے پیش نظر علماء کے مختلف اقوال ہیں، حضرت ابن عبد اللہ کا بیان ہے کہ آخری احادیث بالکل صحیح اور درست ہیں، اور احادیث نکیرین، مُردہ کو اس مقام جنت یا دوزخ دکھانا، عذابِ قبر و ثوابِ قبر، زیارتِ قبور اور ان کو السلام علیکم کہنا

اور عقلمند حاضر شخص کی مانند اہل قبور سے ان کے مرتبہ کی مانند کچھ کہنا یہ تمام احادیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ تمام ارواح اپنی قبروں میں رہتی ہیں ۔ علامہ نسفی نے بحر الکلام میں لکھا ہے کہ ارواح انبیاء اپنے اجسام سے نکل کر مشک و کافور والی صورتیں اختیار کر لیتی ہیں اور دن بھر جنت میں کھاتی پیتی اور عیش کرتی ہیں اور بوقت شب ان قندیلوں میں جاگزین ہوتی ہیں جو زیر عرش آویزاں ہیں ۔ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کی صورت جنت میں کھاتی پیتی اور عیش کرتی اور رات کو یہ بھی قنادیل زیر عرش میں اقامت کرتی ہیں ۔ علاوہ ازیں فرمانبردار مسلمانوں کی ارواح جنت سے متصل جنت کے باہر رہتی ہیں اور جنت کے خورد و نوش سے استفادہ نہیں کرتیں مگر جنت اور اسی کے لذائذ دیکھتی رہتی ہیں ۔ اور گنہگار مسلمانوں کی روحیں زمین و آسمان کے درمیان ہوا میں معلق رہتی ہیں ۔ اور کافروں کی روحیں مقام سجّین میں اس طرح مقیّد رہتی ہیں کہ سیاہ پرندوں کے پیٹ میں ساتویں زمین کے نیچے ہوتی ہیں اور بوجوہ چند ان کے جسموں سے ایک خاص قسم کا اتصال رہتا ہے ۔ ان کی ارواح کو عذاب اور ان کے اجسام کو تکلیف پہنچتی ہے جس کی مثال آفتاب کی مانند ہے جو اگرچہ آسمان پر ہے لیکن اس کی شعاعیں زمین پر اثر انداز ہوتی ہیں[1] ۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا بیان ہے کہ مسلمانوں کی ارواح علیّین میں اور کفار کی سجّین میں رہتی ہیں، اور ہر ایک روح کا اپنے جسم سے اتصال معنوی

---

[1] عذاب و ثواب کا یہ سلسلہ قبور، قیامت تک ہے، روزِ محشر حساب و کتاب کے بعد تمام مسلمان بہ حیثیت امتی انشاء اللہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور حسب مراتب خوش عیش رہ کر دیدار پروردگار کی گراں مایہ نعمت سے محظوظ ہوتے رہیں گے ۔

رہتا ہے جو حیات دنیاوی کے اتصال کے مشابہ نہیں ہے کہ ایک دوسرے سے متصل کلی ہوں بلکہ اس اتصال معنوی کو حالتِ خواب سے مشابہت دی جا سکتی ہے جس میں مابین روح و جسم ایک خاص قسم کا اتصال رہتا ہے اور مرنے کے بعد روح و جسم کا اتصال حقیقتاً سونے کی حالت کے اتصال کی بہ نسبت زیادہ قوی و قریبی ہوتا ہے۔

شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ مسلمان ارواح کا مسکن علیین اور کفار کا سجین ہے۔ اور عبدالبر نے جمہور کا قول بیان کیا ہے کہ ارواح اپنی قبور کے پاس جمع ہوتی ہیں۔ اس باب میں مجھ فقیر کی احادیث کے پیش نظر یہ رائے ہے کہ فرشتے مومن کی روح ساتویں آسمان سے اوپر لے جاتے ہیں جہاں حکم الٰہی ہوتا ہے کہ اس کا نام علیین میں لکھ لو اور اسے پھر جانب زمین لے جاؤ کیونکہ ہم نے اسے زمین سے پیدا کیا ہے اور اسی لوٹائیں گے اور پھر اسی سے دوبارہ نکالیں گے، چنانچہ یہ روح پھر اسی مسلمان کے جسم میں داخل کی جاتی ہے اور اس سے قبر میں نکیرین سوال کرتے ہیں۔ انبیاء اور جو حضرات انبیاء سے مکمل مشابہت رکھتے ہیں اُن کی شخصیت اس امر سے بہت بلند ہے کہ نکیرین ان سے سوال کریں اور سوالات کے بعد جبکہ مسلمان حق پر ثابت قدم پایا جاتا ہے تو حکم الٰہی ہوتا ہے کہ اس کے لئے جنت میں فرش فروش کیا جائے، اسے جنتی پوشاک پہنائی جائے۔ اور اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور نیک اشخاص کی روح ان کی قبروں سے اس راستہ کے ذریعہ جو جنت کا راستہ ہے جنت میں جاتی ہے۔

نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور ولیوں کی روحیں، جنت میں

رہتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں آمد و رفت کرتی ہیں اور حسب خواہش کھاتی پیتی ہیں اور زیر عرش قیام کرتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے مراتب کے موافق علیین اور اعلیٰ علیین میں ساکن رہتی ہیں۔

اور دوسرے مسلمانوں کو آسمانِ ہفتم سے اوپر اس مقام تک رسائی نہیں۔ گنہگار مسلمانوں کی روح جب تک ان کے گناہ معاف نہیں ہوتی زمین و آسمان میں رہتی اور برزخ زمین کی سیر کرتی ہے۔ اور بعض گنہگاروں کی ارواح قبر ہی میں مقید رہتی ہیں جہاں سے نکل ہی نہیں سکتی ہیں۔ کفار کے لئے آسمانی دروازے نہیں کھلتے ان کا نام سجین میں لکھ کر سجین ہی میں ان کی روح جھونک دی جاتی ہے۔ اور ان کی روح پھر ان کے جسم میں داخل نہیں کی جاتی اور ان کی قبر ہی میں سے دوزخ کا راستہ کھول دیا جاتا ہے اور اسی راستہ ان کی روح سجین میں مقید کر دی جاتی ہے اور صبح و شام دوزخ کے روبرو لائی جاتی ہیں۔

ارواحِ شہداء و صلحاء کے جنت میں داخل ہونے کا ثبوت اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے (ترجمہ)

ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ اس پر وہ کہیں گے کاش میری قوم کو معلوم ہو جاتا کہ میرے رب نے میری مغفرت فرما دی اور مجھے صاحب عزت بنایا ہے۔

اور یہ آیت حبیب نجار کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

انبیاء و صدیقین جو شہداء سے افضل و اعلیٰ ہیں ان کی قبور سے جنت تک اللہ تعالیٰ نے راستہ بنا دیا ہے جو ان کے لئے بہ یک قدم ہے اسی لئے جو شخص ان کے مزار کی زیارت کے لئے حاضری دیتا، سلام

کہتا، یا ان سے خطاب کرتا ہے تو یہ پلک جھپکاتے جنت سے اپنی قبر میں آکر اس شخص کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اور سرکارِ کائنات ﷺ کا شبِ معراج میں حضرت موسیٰؑ کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھنا اور پھر اسی شب ان کو چھٹے آسمان پر دیکھنے کے بھی یہی اسباب ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کی یہ شان ہے کہ شبِ معراج میں زمین سے سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے، جنت الماویٰ کی سیر کی، احکامِ الٰہی حاصل کئے اور پھر زمین پر تشریف ارزانی فرمائی اور یہ سب اتنی مدت میں ہوا کہ ہنوز بستر مبارک گرم[1] تھا۔

مرنے کے بعد روح کو جسم سے اس قسم کا اتصال نہیں رہتا جیسا کہ دنیاوی زندگی میں ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا	اللہ تعالیٰ ہی سب جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض
وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا	کرتا ہے اور سوتے میں ان جانوں کو بھی قبض کرتا ہے جنہیں موت
فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ	نہیں آئی اور ان جانوں کو جسم سے نکال کر اپنے پاس روک لیتا ہے جن کی
وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰٓی اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی	موت کا حکم دے چکا ہو اور باقی جانوں کو ایک معین میعاد تک کے لئے رہائی دے دیتا ہے

[1] رسول اکرم ﷺ کا مع جسم ملاقات رب العلمین کے لئے سرِ عرش جانا جنت کی سیر اور دوزخ کا معائنہ وغیرہ فرمانا اور واپسی میں بستر مبارک کو گرم ہی پانا یہ سب قدرت الٰہی ہے، تمام چیزوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس چیز پر بھی قادر ہے کہ وہ وقت پر بھی قدرت رکھتا ہے وہ آفتاب و ماہتاب کی رفتار کو روک رکھنے پر بھی قادر ہے وہ زیادہ سے زیادہ عرصہ تک جس چیز کو چاہے ٹھنڈا اور گرم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کے مادی جسم کو آج تقریباً دو ہزار سال سے آسمان پر اٹھائے ہوئے ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے جس کو جب تک چاہے اپنے پاس ٹھہرائے رکھتا ہے اور پھر نورٌ علیٰ نور، سرکارِ باعث تخلیق کائنات کو تو شان ہی نرالی ہو مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔

مندرجہ بالا آیت اگرچہ بُعد پر بظاہر دلالت کرتی ہے لیکن حقیقتاً روح و جسم میں اس قسم کا علاقہ و ربط رہتا ہے کہ اس کے ذریعہ رنج و راحت کا احساس ہوتا[1] ہے اور قطع نظر اس کے کہ روح و جسم کو الگ الگ عذاب ہوتا ہے مندرجہ بالا حکم ممکن ہے۔ عوام کے نزدیک اگرچہ جسم بغیر روح کے احساس لذت و رنج نہیں رکھتا لیکن از روئے شرع شریف ثابت ہے کہ عند اللہ احساس رکھتا ہے۔

اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ	ہم بخوشی حاضر ہیں
اَذِنَتْ لِرَبِّھَا وَحُقَّتْ	وہ اپنے رب کا حکم سن لے گی اور وہ اسی لائق ہے
یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا	روز محشر اپنے ہونے والے گناہ بیان کرے گی

یہ سب آیات قرآنی بھی اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ محض جسم بھی احساس رکھتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے پوچھتا ہے کیا تجھ پر سے کوئی ذکر کرنے والا گذرا ہے؟ دوسرا پہاڑ خوش ہو کر جواب دیتا ہے کہ ہاں گذرا ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ	ہم نے یہ امانت آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں
عَلَی السَّمٰوٰتِ	کے سامنے پیش کی لیکن انہوں نے اس کی ذمہ داری
وَالْاَرْضِ	سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے لیکن انسان نے اس کو اپنے ذمہ لے لیا

[1] سوتے میں روح و جسم کی جدائی کی مثال بالکل اس آفتاب کی مانند ہے جو آسمان پر رہتا ہے اور اس کی شعاعیں زمین پر پڑتی ہیں اور جسم سے روح نکل جانے کی مثال یہ ہے کہ یہ جدائی بالکل ویسی ہے جیسے روزِ محشر آفتاب کا نور، جرمِ آفتاب سے بالکل الگ ہو جائے گا

اِنْ مِن شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ	ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے
فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمَا السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ	نہ تو ان پر زمین و آسمان کو رونا آیا اور نہ ان کو مہلت دی گئی

یہ تمام آیات ہمارے دعویٰ کے اثبات میں ہیں۔ مسلمان کی وفات پر زمین و آسمان کا گریہ کرنا، مسلمان کی تدفین پر زمین کا خوش ہونا۔ اور کافر کے دفن کرنے کے لئے زمین کا انکار کرنا، یہ احادیث بھی ہمارے ہی مدعا کے صحیح ہونے کا ثبوت ہیں[1]۔

مولانا روم نے خوب کہا ہے شعر (ترجمہ)

پانی، ہوا، مٹی اور آگ یہ چار عنصر بھی مخلوق ہیں جو لوگوں کے نزدیک
اگرچہ مُردہ نظر آتے ہیں لیکن اللہ کے نزدیک زندہ و کارگزار ہیں[2]

فائدہ۔ اللہ نے شہداء کے بارے میں فرمایا ہے کہ "وہ اللہ کے پاس زندہ ہیں" اس حکم سے شاید یہ مُراد ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو ایک جسم عنایت کرتا ہے اور یہ جہاں چاہتے ہیں آتے جاتے ہیں۔ اور زندگی کی یہ کیفیت صرف شہداء کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ کیونکہ انبیاء و صدیقین تمام شہداء سے افضل ہیں اور اولیاء اللہ بھی شہداء کے حکم میں ہیں اس لئے کہ انہوں نے نفس سے جہاد کیا ہے اور جہاد بالنفس در اصل جہاد اکبر ہے جیسا کہ مقولۂ اولیاء ہے "جہاد اصغر سے ہم جہاد اکبر کی طرف جا رہے ہیں" اور اسی کے پیش نظر اولیاء اللہ کہتے ہیں کہ ہماری

[1] جسم جو عنداللہ احساس رکھتا ہے۔ اسی پر عذاب و ثواب ہوتا ہے اور بزرگانِ دین کے جسم اپنی قبر میں برسوں تک جوں کے توں رہتے ہیں۔ زمین انہیں کسی طرح خستہ و خراب نہیں کرتی اور وہ اپنی جسمانی لطافت کی وجہ سے روحانی لطافت کے ساتھ اسی دنیا میں اپنے معتقدین کے مددگار ثابت ہوتے ہیں اور باطنی فیض رسانی کرتے ہیں (تفصیل کے لئے دیکھو سیر اولیاء از اعلحضرت مسیح الدین) باقی صفحہ آئندہ

روحیں ہمارے جسم ہیں اور ہمارے جسم ہماری ارواح ہیں یعنی ہماری ارواح ہمارے اجسام جیسے کام کرتی ہیں۔ کبھی جسم اپنی لطافت کی وجہ سے ارواح کی مانند ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا بھی بیان ہے کہ رسول کریمؐ کا سایہ تھا اور آپ زمین و آسمان جہاں چاہتے سیر فرماتے اور آپؐ دنیا و آخرت میں مسلمانوں کی امداد فرماتے ہیں۔ اسی طرح اولیاء اللہ بھی زمین و آسمان میں جہاں چاہے آمد و رفت کرتے ہیں اور دنیا و آخرت میں اپنے دوستوں اور معتقدوں کے مددگار ہوں گے اور دشمنوں کو تباہ و برباد کرتے ہیں۔ ان کی ارواح کو طریقۂ اویسیہ کے ذریعہ فیض باطنی حاصل ہوتا ہے اس لئے ان کے اجسام کو قبر کی مٹی نہیں کھاتی اور ان کا کفن جوں کا توں رہتا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت مالک سے روایت کی ہے کہ مومنین کی ارواح جہاں چاہے آمد رفت کرتی ہیں۔ مومنین سے کامل مسلمان مراد ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے اجسام کو ایک خاص روحانی قوت دیتا ہے، یہ حضرات اپنی قبور میں نماز ادا کرتے، ذکر الٰہی کرتے اور قرآن کریم پڑھتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کو جسم موہوب عطا کرتا ہے اور یہ شہداء کے بارے میں اس حدیث سے بھی ثابت ہے جیسا کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مسلمان شہید ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک خوبصورت جسم نازل کرتا ہے اور اس روح سے کہا جاتا ہے کہ اس جسم میں داخل ہو جا، چنانچہ روح شہید اس جسم موہوب

[2] زمانہ حال کی تحقیق ہے کہ یہ چاروں عناصر اس طرح زندہ ہیں کہ کار فرما ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

ہیں داخل ہو کر اپنے پہلے والے جسم کو دیکھتی ہے اور یہ تمام دنیاوی باتیں سنتا اور خیال کرتا ہے کہ لوگ اس کی باتیں سنتے ہوں گے اور یہ بھی گمان کرتا ہے کہ لوگ اسے دیکھتے ہوں گے اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے یہاں تک کہ حوریں اس کی بیویوں کی حیثیت سے اسے اپنے ساتھ لے جاتی ہیں۔ یہ حدیث ابن مندہ نے مرسلاً روایت کی ہے۔

زندہ لوگوں کے اعمال مُردہ رشتہ داروں کو سنائے جاتے ہیں

احمد وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے "لوگو! تمہارے اعمال تمہارے فوت شدہ اعزاء کو سنائے جاتے ہیں۔ تمہارے اچھے اعمال سُن کر وہ خوش ہوتے اور بُرے اعمال سے رنجور و مغموم ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ ان کو ہدایت یافتہ ہونے تک موت سے ہم آغوش نہ کر۔"

اسی طرح طیالسی نے حضرت جابر بن عبداللہ، ابن مبارک اور ابن ابی الدنیا کے حوالہ سے حضرت ابوایوب الصاری رضی اللہ عنہ کی روایت قلمبند کی ہے۔ علاوہ ازیں اس بارے میں نعمان بن بشیر، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابی الدرداء کے حوالہ سے دیگر احادیث بھی بیان کی گئی ہیں۔

ارواحِ مومنین کی خواب میں عرش تک رسائی

ارواحِ مومنین سے ان کامل مسلمانوں کی ارواح مُراد ہیں جو انبیاء و اولیاء کی ہیں۔ چونکہ ان کے خواب میں شیطان کو دخل نہیں ہوتا اس لئے ان کے خواب مماثل وحی ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی ارواح آسمانوں

کے اوپر تک پرواز کرتی ہیں اور ان کے خواب اکثر و بیشتر بالکل سچے ہوتے ہیں اور عام لوگوں کی ارواح کی رسائی چونکہ بالائے آسمان تک نہیں ہوتی اس لئے ان کے خواب اکثر و بیشتر غلط سلط ہوتے ہیں۔

اور اولیاء اللہ کے وہ خواب جو وہ آسمان کے نیچے دیکھتے ہیں ان میں شیطان رجیم کبھی کبھی خلط ملط کر دیتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان بیان کیا ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ جب خواب میں ہوتا ہے تو اس کی روح جانبِ عرش جاتے ہوئے آسمانوں میں کچھ دیکھتی ہے۔ اور ایسا خواب سچا ہوتا ہے اور وہاں سے واپسی پر آسمانوں کے نیچے جو کچھ دیکھتی ہے تو شیطان اس سے خلاء میں مل کر کچھ جھوٹ کہتا ہے اور ایسا خواب جھوٹا ہوتا ہے۔

بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی زبانی روایت کی ہے کہ روحیں جب عرش کے قریب پہنچتی ہیں تو انہیں وہاں سجدہ کرنے کا حکم ملتا ہے۔ جو روح پاکیزہ ہوتی ہے وہ عرش کے قریب سجدہ کرتی ہے اور غیر پاکیزہ روح عرش سے دور ہی رہ کر سجدہ کرتی ہے۔

ابن مبارک نے ابی الدرداء رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آدمیوں کی ارواح، بحالت خواب عرش تک پہنچتی ہیں۔ انہیں سے پاکیزہ ارواح کو سجدہ کرنے کی اجازت دیجاتی ہے اور گندہ کو سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا۔

مُردوں کو زندہ لوگوں سے تکلیف

طبرانی و حاکم نے عمارہ بن حزم کی زبانی لکھا ہے کہ رسول اکرمؐ نے مجھے ایک قبر پر بیٹھا دیکھ کر فرمایا قبر پر سے بسرعت چلے جاؤ۔ تم صاحب قبر کو تکلیف نہ دو اور وہ تمہیں تکلیف نہیں پہنچاتا۔ بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبانی رسول اکرمؐ کا یہ فرمان مرقوم ہے کہ مُردوں کو بُرا نہ کہو کیونکہ ان کے اعمال دنیاوی کا آخرت میں ان کو بدلہ مل گیا

ابن ابی الدنیا کی روایت ہے کہ مُردوں کا بھلائی کے ساتھ تذکرہ کرو اگر وہ جنتی ہیں تو تمہاری بدگوئی سے تم خود گنہگار ہو گے، اور اگر وہ دوزخی ہیں تو ان کے لئے دوزخ میں رہنا ہی بہت ہے۔

نسائی میں حضرت صفیہ بنت شیبہ کی زبانی روایت ہے کہ رسول اللہؐ کے روبرو کسی نے کسی مُردہ کو بُرائی کے ساتھ یاد کیا، جس پر سرورِ عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ مُردہ کا صرف نکوکاری کے ساتھ تذکرہ کیا کرو۔

ابوداؤد نے حضرت عمر فاروقؓ کے حوالہ سے سرکار ابد قرارؐ کا یہ ارشاد تحریر کیا ہے کہ میّت کی خوبیاں بیان کرو اور اس کی بُرائی سے اپنی زبان بند رکھو۔ ابن ابی شیبہ نے مشہور صحابی حضرت عقبہ بن عامرؓ کا قول لکھا ہے کہ میرے نزدیک کسی قبر پر قدم رکھنے سے بہتر یہ ہے کہ آگ و تلوار پر قدم رکھوں، اور قبر پر پیشاب پاخانہ کرنے کو میں ویسا ہی بُرا جانتا ہوں جس طرح سرِ بازار لوگوں کے سامنے بول براز کرنے کو بُرا جانا جاتا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے لکھا ہے کہ سلیم بن عفانہ نے عمر بھر مقبرہ میں پیشاب

نہیں کیا اور وہ کہا کرتے تھے کہ جس طرح میں زندہ لوگوں سے شرم کرتا ہوں ویسے ہی مُردوں سے بھی حیا کرتا ہوں۔

سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی زبانی لکھا ہے کہ مجھ سے قبور کو پامال کرنے کے بارے میں پوچھنے پر میں نے کہا کہ جس طرح کسی زندہ شخص کو تکلیف دینا مکروہ سمجھتا ہوں اسی طرح اس کے انتقال کے بعد اسے تکلیف پہنچانے کو مکروہ جانتا ہوں

فصل رسول خدا فرمود

سرکارِ دو عالمؐ کا ارشاد گرامی ہے اَلْمَیِّتُ یُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ۔ یعنی میّت کے اہل و عیال کی نوحہ و زاری کی وجہ سے میّت کو عذاب ہوتا ہے۔ یہ حدیث بخاری میں حضرت فاروق اعظمؓ کی زبانی لکھی ہوئی ہے۔ ابویعلیٰ نے حضرت صدیق اکبرؓ اور ابوہریرہؓ کی زبانی تحریر کی ہے اور ابن حبان نے عمران بن حصین اور انسؓ کے حوالہ سے رقم کی ہے۔ اور طبرانی نے سمرہ بن جندبؓ کے حوالہ سے اور ابن مندہ نے مغیرہ بن شعبہ سے اور ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے حوالہ سے قلمبند کی ہے۔

صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہر مُردہ کو اس کے اہل و عیال کے نوحہ و زاری سے عذاب دیا جاتا ہے بلکہ یہ حدیث دراصل کافر مُردوں کے بارے میں ہے یا ان لوگوں کے بارے میں ہے جو گناہ کے سبب سے عذاب الٰہی میں گرفتار ہیں۔ اور رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے میّت کو عذاب ہوتا رہتا ہے اور اسی حالت میں اس کے اہل و عیال اس پر نوحہ و زاری کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ پہلی حدیث سے بھی یہی معنی مراد ہیں جس کی تائید میں

اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى — کوئی کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔

یعنی کوئی شخص دوسروں کے گناہوں کے سبب ماخوذ نہ ہوگا، اور اسی لئے علماء حدیث نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے فرمان کے بموجب پہلی حدیث کے معنی کی تاویل کی ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے کافر یا فاسق مُردہ کے لئے۔ بعض نے اس حدیث میت سے وہ میت مراد لی ہے جس کی عادت ہی نوحہ وزاری کی ہو یا وہ میت مُراد ہے کہ جس نے اپنی زندگی میں نوحہ وزاری وغیرہ کی وصیت کی ہو۔ اور امام بخاری بھی اسی معنی کے قائل و مؤید ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میت سے وہ شخص مراد ہے جو یہ جانتا ہو کہ میرے بعد مجھ پر میرے اہل وعیال وغیرہ نوحہ وزاری کریں گے اور اس نے نوحہ سے منع نہ کیا ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ میت کو عذاب میں گرفتار ہونے کے یہ معنی ہیں کہ فرشتے اس کو زجر و توبیخ کرتے ہیں اور اس پر طُرّہ یہ کہ اس کے اہل وعیال وغیرہ اس پر گریہ وزاری کرتے رہتے ہیں۔ ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کی ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ میت پر جب گریہ وبُکا کیا جاتا ہے تو وہ مُردہ واجبلاہ اور واسیداہ وغیرہ کہتا ہے جس پر دو فرشتے اس کے سینہ کو پیٹتے اور کہتے ہیں کہ تو ایسا ہی تھا۔ اس نوبت پر میرا یہ بیان ہے کہ میت اگر اپنے اہل وعیال وغیرہ کے گریہ وزاری وغیرہ پر راضی نہ ہو تو فرشتے اس کو زجر و توبیخ نہیں کرتے اگرچہ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ میت کے اہل وعیال میت پر نوحہ وزاری کرکے میت کو رنج والم میں مبتلا کرتے ہیں

طبرانی و ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ قیلہ بنت مخرمہ نے رسول اکرمؐ سے اپنے فرزند کی وفات کا تذکرہ کیا اور رودی، جس پر سرورِ عالمؐ نے فرمایا کیا غالب ہوتا ہے تم میں سے کسی پر وہ جو دنیا میں اپنے دوست سے بخوبی صحبت کرتا ہو۔ تم میں سے جو شخص مر جائے اس پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہو، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم جب گریہ وزاری کرتے ہو تو اس سے تمہارا دوست عار کرتا ہے اور اے لوگو! تم اس صورت میں اپنے مُردہ کو عذاب میں گرفتار کرتے ہو۔ اس قول کو ابن جُریر، ابن تیمیہ اور اکثر ائمہ نے پسند و اختیار کیا ہے

سعید بن منصور کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے چند خواتین کو ایک جنازہ کے ساتھ دیکھ کر فرمایا "اے ناکردہ گناہوں کی پوٹ عورتو! جنازہ کے پاس سے واپس چلی جاؤ، تم زندہ لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتی ہو اور مُردوں کو تکلیف پہنچاتی ہو۔ یحییٰ بن سعید نے حضرت حسن بصریؒ کی زبانی روایت کی ہے کہ میت کے لئے بدترین اشخاص اس کے وہ اہل وعیال وغیرہ ہیں جو اس پر نوحہ وزاری کرتے ہیں اور اس کا ذمگی قرض ادا نہیں کرتے۔

میت کو قبر میں نفع والے امور

ابونعیم نے ابی سعید خُدری کی زبانی رسول اکرمؐ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ مسلمان کے انتقال کے بعد اس پر کے متعینہ کراماً کاتبین سیدھے آسمان پر جا کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں، اے اللہ! تو نے فلاں

کو موت سے ہم آغوش کیا، تو نے ہم کو اس کے اعمال لکھنے پر مامور کیا تھا، اب اجازت دے کہ ہم آسمان پر مقیم رہیں، پروردگار کہے گا یہاں میرے آسمانی فرشتے میری تسبیح کر رہے ہیں، اس پر یہ کراماً کاتبین عرض کرتے ہیں تو پھر ہمیں زمین پر رہنے کی اجازت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا چونکہ زمین پر میرے پرستار بندے میری تسبیح کر رہے ہیں اس لئے تم دونوں میرے اُسی بندہ کی قبر پر متعین رہو اور تا قیامت میری تسبیح و تہلیل و کبریائی بیان کرتے رہو اور اپنی اس عبادت کو میرے اس بندہ کے نام لکھتے رہو۔ واضح رہے کہ ایسے مسلمان سے مراد وہ کامل مؤمن ہیں جن کے چار درجے ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے اور ابو نعیم نے اپنے حِلیہ میں ثابت بنانی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مسلمان میت جب قبر میں رکھدی جاتی ہے تو اس کے اعمال صالحہ اس کے اطراف جمع ہو جاتے ہیں اور عذاب دینے والے فرشتہ کی آمد پر یہ اُس سے کہتے ہیں جاؤ اس میت کے پاس سے چلے جاؤ، اگر نہ جاؤ گے تو سمجھ لو کہ ہماری موجودگی میں تم اس کے پاس نہیں آسکتے۔ صحیحین میں حضرت انس رضؓ کی زبانی رسول اکرمؐ کا یہ فرمان مرقوم ہے کہ ہر شخص کی موت پر تین چیزیں اس کی قبر تک اس کے ساتھ رہتی ہیں اہل و عیال وغیرہ، دولت اور عمل۔ پہلی دونوں چیزیں قبر سے واپس ہو جاتی ہیں اور عمل اس میت کے ساتھ رہتا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے یزید بن منصور کی زبانی لکھا ہے کہ قران پڑھنے والے شخص کی موت کے بعد اس کی قبر میں جب عذاب کے فرشتے آتے ہیں تو قران شریف آگے بڑھ کر کہتا ہے۔ اے میرے پروردگار! یہ شخص میرا مسکن و ماویٰ

تھا جس میں تو نے مجھے ٹھہرایا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ ان عذاب کے فرشتوں کو حکم دیتا ہے قران کریم کے اس ٹھکانہ سے درگزر کرو اور قران کریم پڑھتے رہنے کی وجہ سے اس سے دور ہو جاؤ۔

اصبہانی نے ابی منہال کی زبانی لکھا ہے کہ قبر میں مُردہ کا بہترین رفیق صرف استغفار ہے جو وہ اپنی زندگی میں کرتا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ سرکار خاتم النبیینؐ نے فرمایا ہے "انسان کے مرنے کے بعد اس کے تمام اعمال اس سے منقطع ہو جاتے ہیں البتہ حسب ذیل تین چیزیں اس کو نفع دیتی ہیں اول صدقہ جاریہ یعنی وقف، دوسرے وہ علم جس سے لوگ اس کے انتقال کے بعد اس سے استفادہ کریں یعنی اس کے شاگرد یا اس کی تصانیف (تالیف و تراجم کتب) تیسرے اس کی صالح اولاد جو اس کے لئے دُعا کرتی ہے۔ احمد نے ابی امامہ کی زبانی رسول اکرمؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ مُردہ کو چار چیزیں نفع دیتی ہیں اور چوتھی چیز یہ ہے کہ جو شخص مسلمانوں کی حفاظت کی خاطر کفار کے آنے کے راستہ پر نگرانی کرتے ہوئے وفات پائے تو اس کا یہ نیک عمل اس کے لئے فائدہ مند ہے جس کا ثواب اسے موت کے بعد بھی ملتا رہے گا۔

ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضؓ کی زبانی سرکار ابد قرارؐ کا یہ فرمان تحریر کیا ہے کہ مسلمان کو اس کی موت کے بعد ثواب پہنچانے والی چیزوں میں سے علم ہے جس کی اس نے اپنی زندگی میں اشاعت کی اور اولاد صالح ہے اور قران کریم ہے جو

اس نے تقسیم کئے تاکہ لوگ اس کی تلاوت کریں اور تعمیر مسجد ہے اور مسافر خانہ و سرائے کی تعمیر ہے اور نہر بنانا ہے اور اپنے مال میں بہ حالت صحت صدقہ دینا ہے ۔ اور یہ سب چیزیں انسان کو اس کی موت کے بعد نفع پہنچاتی ہیں ۔

ابو نعیم و بزار نے لکھا ہے کہ سات چیزیں مُردہ کو نفع پہنچاتی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرنے والے نے اپنی زندگی میں کوئی کنواں کھُدوایا ہو یا کوئی درخت لگایا ہو تاکہ لوگ اس کے سایہ وغیرہ سے مستفید ہوں ۔

ابن عساکر نے ابو سعید خدری کے حوالہ سے سرورِ عالم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص کسی کو کم از کم ایک آیت خوانی یا علم دین کا کوئی مسئلہ سکھاتے تو اللہ تعالیٰ اس کا ثواب اس کے نام پر روز محشر تک جاری رکھتا ہے ۔

طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضؓ کی زبانی حضور رحمۃؐ للعالمین ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کا جنت میں درجہ بلند کرتا ہے تو بندہ کہتا ہے اے اللہ یہ عزت کس وجہ سے مل رہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے بیٹے کے طلب مغفرت کرنے کی وجہ سے تمہیں یہ منزلت دی جا رہی ہے ۔ نیز ابی سعید خدری نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ قیامت کے دن جب کسی کو پہاڑوں کے برابر حسنات اور اچھائیاں ملتی ہیں تو وہ کہتا ہے یہ کس صلہ میں ؟ پروردگار فرماتا ہے کہ یہ تمہارے فرزند کی تمہارے لئے بے انتہا طلب مغفرت کی وجہ سے ہے ۔ صحیح مسلم میں حضرت جُریر بن عبد اللہ کی زبانی رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ جس نے نیکی کے طریقے رائج کئے یعنی اچھائیوں اور نیک کام کرنے کو رواج دیا ، اُس کو ان نیکیوں کا ثواب دیا جائے گا اور ہر شخص کو اس کے دنیاوی اعمال حسنہ کا ثواب دیا جاتا ہے اور کسی نیک کام کرنے کا ثواب کم نہیں کیا جاتا ، اور جو شخص کوئی بُرا کام کرتا ہے یعنی کسی بُرے کام کو رواج دیتا ہے تو اس کو اس کے جُرم و گناہ کا بدلہ دیا جاتا ہے اور جو لوگ ان گناہوں کے کام کرتے ہیں تو ان سب تابعین کے گناہوں کا بوجھ ان سب پر اور اس بُرے کام کے رواج دینے والے کو بھی بغیر کسی کمی کے دیا جاتا ہے ۔

ابن سعد نے رجاء بن حیوۃ کی زبانی روایت کی ہے کہ لوگوں نے سلیمان بن عبد الملک سے کہا کہ خلیفہ کو قبر میں حفاظت دینے والی چیزوں میں سے ایک چیز یہ ہے کہ اپنے بعد کسی صالح شخص کو خلیفہ بنائے

بیہقی اور دیلمی نے حضرت ابن عباس رضؓ کی زبانی سرکارِ کائنات ﷺ کا یہ ارشاد تحریر کیا ہے کہ مُردہ اپنی قبر میں بحالت پشیمانی و پریشانی فریاد کرتا ہے اور اپنے والدین ، اولاد اور معتمد علیہ دوستوں کی دُعائے خیر کا منتظر رہتا ہے اور جب اس کو دعا خیر ملتی ہے تو یہ دُعا اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور دنیا والوں کی اس دعائے خیر کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کی قبر پر پہاڑوں کی مانند اچھائیوں کا انبار لگا دیتا ہے ۔ اور واقعہ یہ ہے کہ زندہ لوگوں کی طرف سے مُردوں کو ہدیہ صرف استغفار اور طلب مغفرت ہے ۔

ابن ابی الدنیا نے سفیان ثوری رضؓ سے روایت کی ہے کہ جس طرح زندہ لوگ خورد و نوش کے محتاج ہیں اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ

مُردے دُعا کے محتاج ہیں۔ اکثر علماء کا اجماع ہے کہ زندہ لوگوں کی دُعا مُردہ کو نفع پہنچاتی ہے جس کا ثبوت قرآن کریم کی یہ آیت ہے۔ (ترجمہ)

بعد والے لوگ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف کردے اور ہمارے ان بھائیوں کے گناہ بھی معاف کردے جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ رخصت ہو چکے ہیں۔

طبرانی نے اپنی اوسط میں حضرت انس رضؓ کے واسطے رسول اکرم صؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میری اُمّت ہی اُمتِ مرحومہ ہے اس کے افراد اپنے گناہ لئے قبروں میں داخل ہوتے ہیں اور قبروں سے جب نکلیں گے تو ان کے سر پر گناہوں کا کوئی بار نہ ہوگا۔ اور مسلمانوں کے طلب مغفرت کی وجہ سے ان کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں

صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالتمآب صؐ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صؐ میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا اور وہ کوئی وصیت نہ کر سکیں، میرا خیال ہے کہ وہ صدقہ کی وصیت کرتیں۔ اب اگر میں ان کی جانب سے صدقہ دوں تو ان کو ثواب ہوگا ؟ ارشاد عالی ہوا ہاں ثواب ہوگا۔

بخاری میں حضرت ابن عباس کی زبانی روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صؐ! میری عدم موجودگی میں میری والدہ نے وفات پائی اگر میں ان کی جانب سے صدقہ دوں تو ان کو ثواب ملے گا۔ ؟ ارشاد فرمایا ہاں ثواب ملے گا۔ اس پر سعد بن عبادہ نے

کہا یا رسول اللہ صؐ میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنا فلاں باغ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کیا۔ امام احمد اور چاروں ائمہ سنّت نے سعد بن عبادہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صؐ میری والدہ نے انتقال کیا بتائیے کس چیز کا صدقہ دینا افضل ہے ؟ ارشاد ہوا پانی کا صدقہ۔ چنانچہ سعد نے ایک کنواں کھود واکر کہا اس کنوئیں کا ثواب بنام والدہ سعد بن عبادہ پہنچایا جائے اور یہی روایت طبرانی نے بہ سند صحیح حضرت انس رضؓ کی زبانی تحریر کی ہے

طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کی زبانی لکھا ہے کہ سرورِ عالم صؐ نے فرمایا ہے لوگو! جب تم کوئی صدقہ نفل دینے لگو تو اپنے والدین کے نام سے دو، جس کا ثواب تمہارے والدین کو ملے گا اور تمہارے اجر میں سے رمق برابر بھی کمی نہ ہوگی۔ اور یہی روایت دیلمی نے معاویہ بن جندہ کی زبانی لکھی ہے۔

طبرانی نے اپنی اوسط میں حضرت انس رضؓ سے روایت کی ہے کہ سرکارِ دو عالم صؐ نے فرمایا جس متوفی کے متعلقین متوفی کی طرف سے صدقہ دیتے ہیں تو جبریل امین اس صدقہ کو ایک کشادہ پُر رونق سینی میں رکھ کر اس متوفی کے سرہانے کھڑے ہو کر کہتے ہیں، اے گہری قبر میں سونے والے! یہ وہ ہدیہ ہے جو تمہارے متعلقین نے تمہیں تحفۃً دیا ہے اور یہ قابل قبول ہے۔ پھر وہ تحفہ اسے دیتے ہیں جس سے متوفی شادمان و مسرور ہوتا ہے اور اس کے ہمسایے اس وجہ سے کہ اُن کے متعلقین نے اُن کے بعد کوئی صدقہ نہیں دیا رنجیدہ و مغموم نظر آتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن سعید کی

زبانی روایت کی ہے کہ میت کی طرف سے اگر معمولی سی چیز بھی صدقہ دی جائے تو وہ اس کو ملتی ہے۔

طبرانی نے عقبہ بن عامر کی زبانی لکھا ہے کہ ایک خاتون نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی والدہ کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ اس پر سرکار ابد قرار ﷺ نے دریافت فرمایا تمہاری والدہ کے ذمہ جو قرض تھا وہ تم نے ادا کر دیا؟ خاتون نے کہا جی ہاں ادا کر چکی ہوں تو ارشاد عالی ہوا تم حج بدل کر سکتی ہو۔ اسی طرح بزار و طبرانی نے بہ سند حسن حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اس کے والد کی طرف سے حج کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زبانی سرور عالم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص کسی متوفی کی طرف سے حج کرے تو حج کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا ہی کہ متوفی کو ملتا ہے۔

بیہقی و اصبہانی نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی زبانی رسالتمآب ﷺ کا یہ فرمان بیان کیا ہے کہ جو شخص اپنے مرحوم والدین کی جانب سے حج کرے تو اس حج کرنے والے کو آتشِ دوزخ سے نجات ملتی ہے اور اس کے والدین کو پورے حج کا ثواب ملتا ہے اور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سب سے بڑھ کر صلہ رحمی یہ ہے کہ بیٹا اپنے مرحوم والد یا والدہ کی طرف سے ان کے انتقال کے بعد حج کرے۔

ابن ابی شیبہ نے عطا و زید بن اسلم کی زبانی روایت کی ہے کہ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے والد مرحوم کی طرف سے غلام آزاد کروں؟ ارشاد عالی ہوا ہاں آزاد کرو۔ علاوہ ازیں عطاء کی

روایت ہے کہ متوفی کو اس کی جانب سے غلام آزاد کرنے، حج کرنے اور صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے

امام محمد باقر کا بیان ہے کہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما نے اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایک غلام آزاد کیا۔

ابن سعد نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے چھوٹے بھائی عبد الرحمن کی طرف سے اپنے قدیم مال میں سے ایک غلام اس اُمید پر آزاد کیا کہ ان کے انتقال کے بعد اس آزادی غلام سے ان کو آخرت میں نفع ملے۔

ابو شیخ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ عاص نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی لیکن ہشام نے صرف (۵۰) غلام آزاد کئے ہیں۔ جس پر سرور عالم ﷺ نے فرمایا صدقہ، حج اور غلام کی آزادی صرف مسلمان کی طرف سے کی جاتی ہے اگر عاص مسلمان ہوتا تو اس کو ثواب ملتا۔

ابن ابی شیبہ نے حجاج بن دینار کی زبانی روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مرحوم والدین کے ساتھ نیکی و صلہ رحمی یہ ہے کہ خود نماز پڑھتے ہوئے ان کی طرف سے بھی نماز پڑھو، خود روزے رکھتے ہوئے ان کی جانب سے بھی روزے رکھو اور خود اپنا صدقہ دیتے ہوئے ان کی طرف سے بھی صدقہ دیا کرو۔

صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی سرکار کائنات ﷺ کا یہ فرمان مرقوم ہے کہ جس شخص کے ذمہ روزے واجب ہوں اور وہ فوت ہو جائے تو اس کے اہل و عیال و اقرباء کو چاہئے کہ متوفی کی طرف

سے روزے رکھیں۔

صحیح مسلم میں حضرت بُریدہ کی زبانی تحریر ہے کہ ایک خاتون نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ مرحومہ پر دو ماہ کے روزے واجب تھے اگر ان کی طرف سے میں یہ روزے رکھ لوں تو ان کو کفایت کریں گے ؟ ارشاد فرمایا ہاں۔ پھر اس خاتون نے کہا میری والدہ مرحومہ نے کبھی حج نہیں کیا اگر میں ان کی طرف سے حج بدل کروں تو انہیں ثواب ملے گا ؟ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا ہاں۔

چونکہ یہ امر ثابت ہے کہ عبادات بدنی مثلاً نماز، روزہ، حج، صدقات آزادی غلام اور کنواں کھدوانے کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے اسی لئے جمہور فقہاء نے لکھا ہے کہ تلاوتِ قرآن و اعتکاف بھی عبادت ہے اس کا ثواب بھی متوفی کو پہنچتا ہے اور یہی مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رحؒ امام مالک رحؒ اور امام محمد رحؒ کا ہے۔ البتہ امام شافعی رحؒ نے اس کی مخالفت کی ہے اور اپنے قول کی تائید میں قرآن کریم کی یہ آیت لکھی ہے (ترجمہ) انسان کو اس کی کوشش بھر ملتا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ احادیث مذکورہ، اجماع علماء اور حکم الٰہی "اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ" ہم نے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو ملحق کر دیا ہے" کے پیش نظر ثابت ہو چکا ہے کہ دوسروں کے اعمال خیر اکثر و بیشتر نفع مند ہوتے ہیں اس لئے آیت قرآنی "وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى" اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس نے کمایا" کی تفہیم ضروری ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حکم الٰہی "اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ" کے تحت مندرجہ بالا آیت منسوخ ہے۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ

لِلْاِنْسَانِ کا حرفِ لام دراصل حرفِ علیٰ کے معنی میں ہے یعنی "لَيْسَ عَلَى الْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى" ہر انسان اپنے کردار و عمل کا ذمہ دار ہے"

اور بعض نے لکھا ہے کہ "لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ" میں قرینۂ کلام یہ بتاتا ہے کہ لفظ انسان سے کافر مراد ہیں۔ اور مجھ فقیر کی رائے میں لفظ سعیٰ کے معنی ہیں کسی کام میں کوشش کرنا، یعنی انسان جو کام کرتا ہے اور اس کام میں اسکی جو کچھ نیّت ہوتی ہے اسی کا اس کو بدلہ ملتا ہے جیسا کہ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (اعمال کا دارو مدار صرف نیّت پر ہے)، وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى (اور آدمی کو اس کی نیّت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے)، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الخ" جو شخص اللہ جل جلالہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہجرت کرے تو یہ ہجرت اللہ جل جلالہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگی اور جو شخص دُنیا کے لئے ترک وطن کرے تو اُسے اس کے ارادہ کا بدلہ ملے گا۔ اور جس نے کسی خاتون سے نکاح کی خاطر اپنا وطن چھوڑا تو اس کو اس کا عوض ملے گا۔

حافظ شمس الدین بن عبد الواحد کا بیان ہے کہ زمانۂ قدیم سے دستور ہے کہ ہر شہر میں مسلمان ایک جگہ اکٹھا ہو کر متوفی کو ایصال ثواب کے لئے قرآن کریم پڑھتے ہیں اور اس پر اجماع ہے کہ قرآن خوانی موجب ثواب ہے۔ خلال نے حضرت شعبی کی زبانی روایت کی ہے کہ زمانہ دراز سے انصار کا یہ دستور ہے کہ مرنے والے کی قبر پر جاتے اور قرآن خوانی کرتے ہیں۔ ابو محمد سمرقندی نے حضرت علی رضؓ کے ذریعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا ہے کہ جو شخص قبرستان میں جا کر سورۂ اخلاص (۱۱

مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کی روح کو بخشے تو ایسے شخص کو مردوں کی تعداد کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ ابوالقاسم سعد بن علی نے حضرت ابوہریرہ رض کے ذریعہ سرورِ کائنات ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ جو شخص قبروں پر جا کر سورۃ الفاتحہ، الاخلاص اور التکاثر پڑھ کر اس کا ان اہلِ قبور مسلمین و مسلمات کو ایصال ثواب کرے تو تمام مسلمانوں کے مُردے اس کے حق میں اللہ کے حضور سفارش کریں گے

استاذی مکرم مولانا عبدالعزیز صاحب حال نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رض سے روایت کی ہے کہ سرکارِ کائنات ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص قبرستان میں جا کر سورۃ یٰسٓ پڑھ کر مُردوں کی روح کو ایصال ثواب کرے تو تمام مُردوں پر سے عذاب کم ہو جاتا ہے اور پڑھنے والے کو مُردوں کی تعداد کے برابر حسنات و نیکیاں ملتی ہیں

قرطبی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود مُردوں کی قبروں پر سورۃ یٰسٓ پڑھی ہے اور جمہور کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کی موت کے وقت تلاوت فرمائی ہے، اور عبدالواحد مقدسی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے قبروں کے پاس یٰسٓ پڑھی ہے اور محب طبری نے لکھا ہے کہ دونوں حالات میں آپ ﷺ نے یٰسٓ پڑھی ہے۔

احیاء العلوم میں امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے لکھا ہے کہ قبرستان میں جا کر سورۃ فاتحہ، معوذتین اور الاخلاص پڑھ کر جو شخص صاحبانِ قبر کو ایصال ثواب کرے تو ان سب کو ثواب ملتا ہے۔ قبل ازیں حضرت ابن عمر رض کی زبانی یہ حدیث لکھی گئی ہے کہ میّت کے سرہانے سورۃ فاتحہ اور پائنتی سورۃ بقرہ کی آخری آیات پڑھنی چاہئے۔

علاوہ ازیں علاء بن الحلاج کی زبانی رسول اکرم ﷺ کی حدیث یہ ہے کہ میت پر سورۃ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنی چاہئے۔ باقی اللہ ہی زیادہ جانتا ہے۔

موت کے اچھے اوقات

ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رض کی زبانی سرورِ عالم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص کا ماہ رمضان کے آخر میں یا عرفہ کے دن (یعنی ۹۔ ذی الحجہ کو) یا صدقہ دیکر فوت ہو وہ جنتی ہے۔ اور انہی ابونعیم نے حضرت خیثمی رض سے روایت کی ہے کہ جو شخص اپنی زندگی میں اعمال صالحہ کی وجہ سے سلف صالحین کی خوشی کا باعث ہو تو اس کے انتقال پر اسے حج عمرہ اور رمضان کے روزوں کے ثواب کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔

امام احمد نے حضرت حذیفہ رض سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے مرتے وقت خالص نیّت سے لا الٰہ الا اللہ پڑھا یا روزہ کی حالت میں انتقال کیا یا بہر حصولِ رضامندی ربّ العٰلمین صدقہ دیا اور فوت ہو گیا تو ایسا شخص جنتی ہے۔

دیلمی نے حضرت عائشہ صدیقہ رض کی زبانی سرورِ عالم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ جس نے جمعہ کے دن یا شب جمعہ میں انتقال کیا وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہا اور روزِ محشر اس پر شہیدوں کی علامت ہوگی

انبیاء و شہدا کے جسم قبروں میں

نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے جسم ان کی قبروں میں سڑتے گلتے اور مٹی نہیں ہوتے" حاکم و داؤ نے اوس بن اوس کی زبانی رسول اکرمؐ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجو اس لئے کہ فرشتے تمہارا درود سلام میرے پاس لاتے ہیں صحابہؓ نے کہا ہم کس طرح عرض کریں کہ یا رسول اللہؐ آپ کی خدمت میں فرشتے کس طرح سلام لے جائیں گے درآنحالیکہ مزار اقدس میں آپ کا گوشت پوست بھی مٹی ہو جائے گا۔ اس پر سرورِ عالمؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسم کو زمین پر حرام کر دیا ہے، یعنی انبیاء کے جسم کو قبر کی مٹی کسی طرح خراب نہیں کرتی اور وہ اپنی قبور میں بھی محفوظ رہتے ہیں۔ اسی طرح یہ حدیث ابن ماجہ نے ابوالدرداء کے ذریعہ لکھی اور دوسروں نے بھی قلمبند کی ہے۔

امام مالک اور امام بیہقی وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے کوہِ اُحد سے ایک نہر نکالی اور کہا جو شہداء جنگ اُحد یہاں دفن کئے جائیں اسے زمین تو ان کی رکھوالی ہے۔ چنانچہ لوگوں نے اس مقام کے مدفون حضرات عمرو بن جموح، عبداللہ ابن جسود، عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن حزام وغیرہ کی لاشوں کو سیلاب کی وجہ سے ان کی قبور سے نکال کر دوسری خشک محفوظ جگہ دفن کرنا چاہا تو ان بزرگوں کی لاشیں جوں کی توں صحیح و سالم حالت میں برآمد ہوئیں اور ان کی قبروں سے مُشک کی خوشبو آرہی تھی اور حضرت حمزہ رضؓ کی میت کے پاؤں

میں قبر کھودتے وقت اتفاقاً پھاوڑہ لگ گیا تو ان کے پاؤں سے خون بہنے لگا، اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ انبیاء و شہداء کی ارواح اعلیٰ علیین میں ہوتی ہیں لیکن دوسروں کی بہ نسبت ان کو اپنے جسموں سے قریبی واسطہ رہتا ہے، اسی لئے انہیں زندہ کہتے ہیں اور یہی حالت صدیقوں، صالحوں اور اولیاء اللہ کی ہے کہ وہ بھی زندہ ہیں

طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی زبانی سرورِ عالمؐ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ حافظ قرآن کریم کے انتقال پر اللہ تعالیٰ اس کی میت کے متعلق زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کا گوشت پوست نہ کھانا جس پر زمین عرض کرتی ہے اے ربّ العٰلمین میں اس شخص کا گوشت پوست کیسے کھا سکتی ہوں جس کے سینہ میں تیرا کلام پاک موجود ہے۔

ابن مندہ نے لکھا ہے کہ اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضؓ اور حضرت ابن مسعود رضؓ کی احادیث بھی مروی ہیں۔

علامہ مروزی نے حضرت قتادہ رضؓ کی زبانی روایت کی ہے کہ مجھ تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو اس کے جسم پر زمین اپنا قبضہ نہیں جماتی۔ یعنی اس کو خستہ و خراب نہیں کرتی۔

اور مجھ مؤلف کا قول یہ ہے کہ اللہ کے صالح و نکوکار بندے یعنی اولیاء اللہ جن کے دل اور جسم صالح ہیں اور گناہوں سے محفوظ رہے ان کے جسموں کو بھی زمین کسی نوعیت سے خراب و خستہ نہیں کرتی اور ان پر اپنا قبضہ نہیں جماتی۔ چہ جائیکہ شہید جن کی تلواروں نے ان کے گناہوں سے ان کو پاک و صاف کر دیا ہے۔

باقی اللہ ہی زیادہ جانتا ہے

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کی ربوبیت کرتا رہتا ہے۔ اور درود و سلام ہو حضور پُر نور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ کی آل پر اور تمام صحابہؓ پر۔ اور اے ارحم الراحمین تمام نبیوں، رسولوں، مقرب فرشتوں اور صالح بندوں پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور مترجم کتاب "الموتی والقبور" اقبال الدین احمد کی مغفرت فرما دے
آمین

تمت

کتبہ نور احمد عفا عنہ الصمد
(جاوید پریس کراچی)

آسان کام نہیں۔

امام غزالیؒ کی دیگر تصنیفات کی طرح یہ کتاب بھی فلسفیانہ متصوفانہ اور عالمانہ انداز کی ہے۔ عمدہ کاغذ و طباعت قیمت ۵۰-۱

سیرت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

مؤلف مولوی سید فضل ابن احمد۔ سیرت پر لاجواب کتاب، اردو ہی نہیں عربی اور انگریزی وغیرہ میں بھی اس سے بہتر اور کوئی کتاب سیرت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر موجود نہیں۔ نہایت مدلل طریقہ پر صحیح حوالوں سے لکھی گئی ہے۔

مصنف کے مطالعہ کی وسعت۔ تحریر کی روانی فکر کی استواری نے ایک ایسی کتاب پیدا کی ہے، جو ہر طرح لاثانی اور ہر اعتبار سے بے مثال ہے۔

بڑی سائز عمدہ کاغذ و طباعت قیمت مجلد ۔۔ ۷

اصولِ فقہ اسلام

از سر عبدالرحیم۔ مترجمہ مولوی مسعود علی۔ فقہ کے موضوع پر اُردو اور انگریزی میں بے حساب کتابیں تصنیف ہوئیں۔ لیکن جو مقبولیت اور اہمیت "اصول فقہ اسلام" کو نصیب ہوئی وہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی۔ سر عبدالرحیم اپنے وقت کے ماہر قانون، سیاست دان، اور بے لاگ محقق تھے۔

آپ کی شخصیت کی یہ خصوصیت "اصول فقہ اسلام" کے ہر ایک صفحہ پر نمایاں ہے۔ قیمت قسم اول ۔۔ ۱۵ قسم دوم ۔۔ ۹

واحد بک ڈپو
جھونا مارکیٹ
کراچی ۲